ناشر شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف
گنج بخش روڈ
لاہور

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ ۔ لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ ۔ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا ۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell 0300-8038838, 0300-9492310
Tel 042-37114729
Web www.hizbulahnaf.com

دین و مذہب اور مسلک اہل سنت و جماعت سے متعلق نہایت ضروری اور اہم سوالات کا قرآن و سنت و فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات کا مجموعہ جس کے مطالعہ سے یقیناً آپ کے ذخیرۂ علم میں مفید دینی معلومات کا اضافہ ہوگا۔

فتاویٰ برکات العلوم

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شارح بخاری

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری

(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ۔ لاہور

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 042-37114729
www.hizbulahnaf.com

نام کتاب: .... فتاویٰ برکات العلوم

مصنف: .... شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

امیر و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ: .... صاحبزادہ عبدالرحمٰن رضا قادری

باہتمام: .... صاحبزادہ پیر سید مصطفٰے اشرف رضوی

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر: .... شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

کمپوزنگ: .... زاویہ گرافکس 8/C دربار مارکیٹ لاہور

صفحات: 428

قیمت: .... Rs 120

ملنے کا پتہ:

رضوان کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور۔

شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

Ph: 0423-7114729, Cell: 0300-8038838

www.hizbullahnaf.com

فہرست

ابتدائیہ

اس کتابچہ میں ان سوالات کے جوابات درج ہیں ۔ جو علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں مرتب کیے جوابات سے چونکہ سوالات کی نوعیت سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے بغرض اختصار سوال کی عبارت حذف کردی گئی ہے شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے جوابات کا یہ مجموعہ بغرض تبلیغ شائع کیا ہے زیرنظر مجموعہ اس سلسلہ کی پہلی قسط ہے ۔ انشاءاللہ اس نوع کے مفید دینی اور اصلاحی مواد شعبہ تبلیغ کی جانب سے شائع ہوتے رہیں گے قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس مفید تبلیغی سلسلہ کی اشاعت میں تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

صاحبزادہ پیر سید مصطفےٰ اشرف رضوی
امیر شعبہ تبلیغ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

تعارف مصنف

امیر اہلسنّت شارح بخاری حضرت علامہ
سیّد محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

شارح بخاری حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی کی ولادت ۱۹۲۴ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات سیّد احمد قادری قدس سرہ العزیز کے ہاں ہوئی۔ علامہ رضوی نجیب الطرفین سیّد ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے امام علی رضا مشہدی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب پینتالیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوونما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جدامجد سیّد المحدثین مولانا سیّد محمد دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی سے پڑھیں۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے ۷ جون ۱۹۴۷ء کو موقر جریدہ "رضوان" جاری کیا۔ جو ابتدا ہفت روزہ تھا بعد ازاں ماہ نامہ کی صورت میں شائع ہوا اور بحمدہٖ تعالیٰ آج تک شائع ہو رہا ہے اس رسالے کے کئی گراں قدر علمی اور تحقیقی نمبر شائع ہوئے ہیں مثلاً نماز نمبر، ختم نبوت نمبر، چکڑالویت نمبر، اور معراج النبی ﷺ نمبر وغیرہ مشہور شیعہ مناظر مولوی اسماعیل گوجروی متعدد مسائل پر مباحثہ کا سلسلہ جاری رہا ان مباحثوں میں علامہ رضوی مدظلہ کا قلم علمی اور تحقیقی جواہر بکھیرتا رہا علامہ کا استدلال، عالمانہ گرفت، مخالفین کے اعتراضات کے ٹھوس جوابات یہ سب چیزیں پڑھنے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں علامہ رضوی کی تصانیف

رضوی گوجروی مکالمہ، بیت رضوان، باغ فدک، حدیث قرطاس، اسرار مذہب شیعہ، اور
حضور ﷺ کی نماز جنازہ اسی دور کی یادگار ہیں علاوہ ازیں علامہ رضوی نے اس رسالہ
میں بخاری شریف کی شرح فیوض الباری کے نام سے قسط وار شائع کرنا شروع کی جس
کے ۱۲ پارے اب تک چھپ کر مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں ان کے علاوہ
خصائص مصطفےٰ ﷺ، دین مصطفےٰ ﷺ، شان مصطفےٰ ﷺ، مقام مصطفےٰ ﷺ،
معراج النبی ﷺ جامع الصفات، روح ایمان، روشنی، شان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
،فتاویٰ برکات العلوم، اسلامی تقریبات، مذاکرہ علمی، مسائل نماز وغیرہ علامہ رضوی کے وہ
بلند پایا مقالات ہیں جو وقتاً فوقتاً رسالہ رضوان چھپتے رہے ہیں بعد میں انہیں نظر ثانی اور
اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ان کی تمام تصانیف علم و تحقیق کا منہ
بولتا ثبوت اور عوام وخواص کیلئے مفید ہیں اور علمی حلقوں میں وقت کی نگاہ سے دیکھی جاتی
ہیں۔ علامہ رضوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس وتدریس کے فرائض انجام
دیئے شرح تہذیب اور شرح وقایہ پڑھاتے رہے پھر اُن کی تمام تر توجہ تصانیف اور
دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے انتظامات کیلئے وقف ہو کر رہ گئی۔

علامہ رضوی جہاں دقیق النظر محدث نقطہ رس فقیہ اور صاحب طرز ادیب تھے وہ
قادر الکلام خطیب بھی تھے۔ ان کی تقریر علم وفضل سنجیدگی ومتانت کا بہترین مرقع ہوتی تھی
انداز بیان مدلل اور دلنشیان ہوتا تھا۔ اس خاندان کا طرہ امتیاز یہ رہا ہے جب بھی کوئی ملی یا
ملکی مسئلہ پیش آیا یہ حضرات رہنمائی میں پیش پیش رہے۔ تحریک پاکستان میں دار العلوم
حزب الاحناف لاہور کی خدمات ناقابل فراموش ہیں جامع مسجد وزیر خان تحریک
پاکستان کا اہم ترین سٹیج تھی اس سٹیج سے پاکستان کی حمایت میں اُٹھنے والی آواز اتنی زوردار
تھی کہ اس کی گونج پورے پنجاب بلکہ اس کے ارد گرد تک سنی جاتی تھی۔

۲۷ تا ۳۰ اپریل کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے
وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سیّد ابوالحسنات محمد احمد قادری
کے ساتھ بھرپور کام کیا اور شاہی قلعہ
میں قید بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آپ کو مرکزی سیکرٹری جنرل
چنا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرزائیوں کو کافر قرار
دینے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ
(دار السلام منعقد کروائی) اور آپ اس کانفرنس کے کنوینئر تھے اس کانفرنس کے موقع پر
آپ کو متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا اور حضرت خواجہ قمر
الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف کو صدر منتخب کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں جمعیت علماء
پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی
جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علامہ سیّد محمود احمد
رضوی نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس
وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز
کو دیگر علماء ومشائخ کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز سچے عاشق رسول اور لوگوں میں
فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے ۲۳ مارچ
۱۹۸۴ء کو لاہور سے "یا رسول اللہ کانفرنس" کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نئی روح
پھونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری وساری ہے۔ حضرت علامہ سیّد محمود احمد

رضوی قدس سرہ العزیز کو ۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی وملی و مذہبی خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز ''ستارہ امتیاز'' دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئرمین زکوٰۃ وعشر کمیٹی لاہور، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیٹیوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کا سلسلہ حدیث وبیعت صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے جاملتا ہے۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز جامعہ حزب الاحناف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی، قومی، ملی وملکی تحریکوں کا مرکز حزب الاحناف کو بنایا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ملک وبیرون ملک دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

اولاد

آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات) آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ المحدثین حضرت سیّد

دیدار علی شاہ قدس سرہ العزیز اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سیّد ابوالبرکات احمد قادری قدس سرہ العزیز سے حاصل کیا اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ العزیز سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد سے جاملتا ہے۔

وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۴ رجب بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں ہوا۔ دوسرے دن بعد جمعۃ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ حضرت علامہ سیّد مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شجرۂ نسب علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز

سید مصطفیٰ اشرف رضوی، ابن علامہ سید محمود احمد رضوی ، ابن سیدنا ابو البرکات سید احمد رضوی، ابن ابو محمد سیدنا دیدار علی شاہ رضوی مشہدی، ابن سیدنا نجف علی شاہ رضوی ، ابن سیدنا محمد تقی رضوی ، ابن سیدنا عبدالوہاب اربع رضوی ، ابن سیدنا اسماعیل رضوی، ابن سیدنا محمد یوسف رضوی، ابن سیدنا عبدالوہاب ثالث رضوی، ابن سیدنا سعید الدین رضوی، ابن سیدنا عبدالکریم رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا عبدالوہاب ثانی رضوی، ابن سیدنا احمد رضوی، ابن سیدنا رفیع الدین احمد رضوی، ابن سیدنا عبدالوہاب اوّل رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا ابوالمکرم رضوی، ابن سیدنا محمد غوث رضوی، سیدنا جلال الدین سرخ بخاری رضوی مشہدی، ابن سیدنا علی ابو لموئید رضوی، ابن سیدنا جعفر رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا محمود رضوی، ابن سیدنا جعفر اول رضوی، ابن سیدنا امام ھادی نقی، ابن سیدنا امام محمد تقی، ابن سیدنا امام علی رضا، ابن سیدنا موسیٰ کاظم مشہد مقدس ایران ابن سیدنا امام جعفر صادق، ابن سیدنا امام محمد باقر، ابن سیدنا امام زین العابدین، ابن سیدنا سید الکونین سید الشہدا امام حسین شہید کربلا ، ابن سید نا علی المرتضیٰ امیر المومنین خلفیۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، زوجہ مطاہرہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت سرور عالم خاتم النبیین احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔

شجرۂ علمی علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز

سید مصطفیٰ اشرف رضوی، ابن علامہ سید محمود احمد رضوی ، ابن مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری، ابن حضرت سیدنا ابو محمد سید محمد دیدار علی

شاہ محدث الوری، حضرت سید نا شاہ محمد فضل الرحمٰن محدث گنج مراد آبادی ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ سید عمر، شیخ عبداللہ، شیخ یحییٰ، شیخ سعید، شیخ وجیع الدین، شیخ شمس الدین، شیخ احمد بن علی، شیخ عبدالرحیم، شیخ شمس الدین، حضرت ابوالفتح، حضرت عبداللطیف، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ابوسعید اسماعیل، حضرت ابوصالح احمد، حضرت ابوطاہر محمد، حضرت ابوحامد احمد، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت سفیان، حضرت سفیان بن عمرو، حضرت ابوقابوس، سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد ﷺ۔

مسند فقہ حنفی علامہ سید محمود احمد رضوی، ابن مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد قادری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرت شیخ عبدالرحمٰن سراج، شیخ جمال، شیخ محمد، شیخ محمد عابد انصری، شیخ محمد یوسف، شیخ عبدالقادر، شیخ اسماعیل ، شیخ عبدالغنی، شیخ اسماعیل بن عبدالغنی، شیخ حسن (صاحب نور الایضاح) شیخ محمد، شیخ احمد، شیخ سری، شیخ کمال، شیخ سراج، شیخ علاؤالدین، شیخ سید جلال الدین، شیخ عبدالعزیز، شیخ جلال الدین کبیر، امام عبدالستار، امام برہان الدین امام فخر اسلام، امام شمس، شیخ ابوعلی نسفی، شیخ ابوبکر، امام عبداللہ، شیخ عبداللہ بن ابی حفص بخاری، شیخ احمد، امام ابوعبداللہ محمد، حضرت امام اعظم سراج اُمت ابوحنیفہ، حضرت حماد، حضرت ابراہیم، حضرت عقلمہ ، سیدنا عبداللہ بن مسعود ، رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔

سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

مسائلِ شریعت

ختم نبوت:۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں پچھلی آسمانی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے یعنی مسلم ومومن ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل مخلوق کی ہدایت کے لیے جس قدر نبی ورسول فرمائے اوران جو وحی اور کتابیں نازل فرمائیں ان سب پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جیسے حضور اکرم ﷺ کی نبوت اور آپ پر نازل کردہ وحی قرآنِ مجید پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

اور وہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

قرآنِ مجید میں تقریباً چالیس پچاس آیتوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے مگر سب میں پہلے انبیاء، پہلی وحی اور کتابوں کا ہی ذکر ہے کہ ان پر ایمان لاؤ مگر کسی سورہ یا آیت میں حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونے والی کتاب یا وحی کا ذکر نہیں ہے۔ نحل، زمر، نساء، اسرائیل، مومن، روم، شوریٰ وغیرہ آیتوں میں دیکھئے۔ مِن قَبْلُ اور مِن قَبْلِکَ کی قید ہے لیکن کہیں اور کسی جگہ بھی مِن بعد کا لفظ نہیں ہے جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں اور آپ پر جو وحی نازل ہوئی وہ بھی آخری وحی ہے۔

اگر خاوند احمدی ہو تو

اگر خاوند واقعی احمدی، مرزائی، قادیانی یا لاہوری پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد کو نبی یا رسول مانتا ہے یا مسیح موعود یا مسلمان جانتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔ مرزائی، قادیانی سے مسلمان عورت کا نکاح باطل محض ہے اور اگر خدانخواستہ کسی مسلمان عورت کا نکاح مرزائی، قادیانی سے ہو گیا ہے تو یہ نکاح درست نہیں، جو اولاد ہوگی وہ حرامی قرار پائے گی۔ مسئلہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ جو حضور علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرے یا دعویٰ نبوت کرنے والے کی نبوت کو تسلیم کرے یا اسے مسلمان جانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کافر کو کافر ماننا ضروری ہے

کافر کو کافر کہنا اور ماننا اور مسلمان کو مسلمان کہنا اور ماننا ضروری ہے اور بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا بہت گناہ ہے۔ بلکہ بلا وجہ شرعی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا، علماء کرام نہ کسی کو کافر بناتے ہیں اور کسی پر ناحق کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی کفری عقیدہ رکھے تو اس کے متعلق حکمِ شرعی سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جو شخص بھی اسلام کی ضروری باتوں میں سے کسی ضروری بات کا انکار کر دے۔ مثلاً قرآن کو وحیِ الٰہی نہ مانے یا حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے یا حضور کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی نہ مانے یا نماز کی فرضیت کا منکر ہو ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ خواہ بظاہر وہ کلمہ بھی پڑھے۔ نماز روزہ کا پابند ہو یا اخلاق و سیرت کے لحاظ سے بہت اچھا ہو۔ جب تک اپنے کفری عقیدہ سے توبہ نہ

کرے کافر ہی رہے گا۔

حدیثِ افتراقِ اُمّت

حدیث افتراق امت کو امام ترمذی نے چار صحابہ کرام سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے اور اکثر محدثین اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں۔ علامہ ابنِ حزم نے صحت کی نفی کی ہے۔ مگر نہایت مجمل طور پر، اس لیے ان کی رائے فیصلہ کن قرار نہیں پاتی۔

گناہ پر اصرار کے معنی

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

روایت کلبی میں اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک انصاری و ثقفی دونوں سے درمیان حضور علیہ السلام نے مواخات (بھائی چارہ) قائم فرما دیا تھا۔ یہ دونوں اکٹھے رہتے تھے۔ اتفاق سے حضور علیہ السلام ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تو ثقفی بھی حضور کے ساتھ چلے گئے اور ثقفی نے انصاری کو اپنے اہل و عیال کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کر دیا۔ ایک دن اس انصاری کی نظر ثقفی کی بیوی پر پڑ گئی جو نہا کر بال سنوار رہی تھی۔ اس کے حُسن و جمال کو دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی۔ انھوں نے اس کو بلایا۔ اس نے انکار کیا۔ اُنھوں نے اس کے رُخسار پر زبردستی ہاتھ رکھ کر ہاتھ کو چوم لیا، اس کے فوراً بعد نادم ہوئے اور گھر سے دیوانہ وار بھاگتے ہوئے ایک پہاڑ کی طرف

چلے گئے۔ جہاں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگنے لگے۔ اس عرصہ میں وہ شقی
بھی آ گئے۔ بیوی نے سارا ماجرا ان کو سنا دیا۔ وہ انصاری کی تلاش میں پہاڑ کے قریب
پہنچے تو دیکھا کہ انصاری سجدہ میں گرا ہوا ہے۔ آنسوؤں سے پتھر تر ہیں اور یہ کہہ رہا ہے
رَبِّ ذَنْبِیْ ذَنْبِیْ قَدْ خُنْتُ اَخِیْ۔
ترجمہ:۔ الٰہی میرا گناہ میرا میں نے اپنے بھائی کی اہل میں خیانت کی ہے۔
انھوں نے جب یہ حال دیکھا تو کہنے لگے۔ اُٹھو! حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں
چلیں۔ ممکن ہے تمہاری توبہ کا کوئی راستہ نکل آئے۔ یہ دونوں عصر کے وقت خدمتِ
نبوی میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ سنایا کہ جبریل امین مذکورہ بالا آیات لے کر نازل
ہوئے۔ جس میں فرمایا گیا کہ جو گناہ کریں پھر نادم ہوں اور وہ اس پر اصرار نہ کریں اور
توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے حضرت علی کرم
اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی۔ حضور ﷺ! یہ آیت اسی انصاری کے لیے خاص ہے یا
سب کے لیے ہے حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے ہے۔

نماز پانچ وقت فرض ہے

پانچ وقت کی نماز اس لئے فرض ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان پر
فرض کی ہے۔ اسلام نام ہے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر گردن جھکا دینے اور اس
کے احکامات کو دل و جان سے قبول کر لینے کا۔ دینِ اسلام کے کسی حکم کی حکمت یا
فلاسفی کو معلوم کرنے کے درپے ہونا مناسب نہیں ہے۔
غلام کا کام آقا کے ہر حکم کو بے چون و چرا تسلیم کر لینا ہے۔ شبِ معراج پچاس نمازیں
فرض ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں تخفیف کے لیے عرض کیا تو اللہ تعالیٰ

نے ۴۵ معاف فرمادیں اور پانچ وقت کی نماز فرض قرار دیدی۔ یہ پڑھنے میں پانچ ہیں
اور ثواب میں پچاس۔
بخاری شریف کی حدیث جبریل میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ۔
نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی
استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا
بیشک نماز مسلمانوں پر مقرر اوقات میں فرض ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا

اگر دوران نماز نمازی کے آگے سے آدمی یا بچہ یا جانور گزر جائے تو نماز میں
فساد پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ نمازی کے آگے سے گزرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ حضور سید عالم
نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اس کے گناہ کو جانتا تو
چالیس برس یا سو برس یا زمین میں دھنس جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے
بہتر جانتا۔

زکوٰۃ ارکان اسلام سے ہے

دینی فریضہ ہے ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبادت ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔
اخروی سزا تو کتاب و سنت میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے لیے سخت وشدید وعید آئی
ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا۔ اور اس کی زکوٰۃ
ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی صورت بنا دیا جائے گا۔

جس کی آنکھوں پر دو کالے نشان ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے (استدلالاً سورۂ آل عمران کی یہ) آیت پڑھی۔ جن کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اس میں بخیلی کرتے ہیں تو یہ بخیلی اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں۔ بلکہ ان کے حق میں بُری ہے۔ اس کے لیے بخیلی کرتے تھے۔ وہ عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔

بغیر وُضو نکاح پڑھا دیا

بغیر وُضو نکاح جائز ہے؟ کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ نکاح بے وُضو ہو، دوسرے مرد و عورت نے بے وُضو ایجاب قبول کیا۔ نکاح صحیح و درست ہے۔ کیونکہ طہارت نکاح کے جواز کے لیے شرط نہیں ہے۔ البتہ ظاہر ہے یہ نیک کام باوضو کیا جائے تو باعث خیر و برکت ہے اور صحتِ نکاح کے لیے تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ ان میں ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اوّل عاقل ہونا تو اگر مجنون اور ناسمجھ بچے نے ایجاب و قبول کیا تو منعقد نہ ہوگا۔ دوم بالغ ہونا لہٰذا اگر نابالغ نے ایجاب و قبول کیا تو اولیا کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ سوم گواہ کا ہونا یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کے سامنے ہو۔

بغیر مہر مقرر کیے نکاح کیا؟

مہر خالص عورت کا حق ہے۔ اگر بوقت نکاح مہر کا ذکر نہ کیا یا مہر کی نفی کر دی یا بلا مہر نکاح کیا یعنی یہ کہا کہ بلا مہر نکاح کرتا ہوں تو بھی نکاح صحیح و درست قرار پائے گا۔ کیونکہ صحتِ نکاح کے لیے مہر کا ذکر یا اس کا تعین ضروری نہیں ہے البتہ اس میں

خلوت صحیح ہوگئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہوگا۔ لیکن مہر مثل اس صورت میں لازم ہوگا۔ جب کہ نکاح کے بعد آپس میں مہر کی رقم طے نہ پائی گئی ہو تو اگر بغیر مہر کے نکاح کیا اور عقدِ نکاح کے بعد میاں بیوی نے مہر کی رقم مقرر کر لی تو اس صورت میں جو طے کی ہے۔ خاوند پر وہی طے شدہ رقمِ مہر بیوی کو ادا کرنا واجب ہوگا (عالمگیری)

برائے حفاظت از جملہ بلیات و آفات ارضی و سماوی

روزانہ بعد نمازِ فجر قبل طلوعِ آفتاب اور بعد نمازِ مغرب فوراً پڑھنے کی

مستند اور مجرب دعائیں و وظائف

(اوّل و آخر ۳ مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَوَلَدِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ (تین بار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِيَ اللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ (ایک بار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَّاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (ایک بار)

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (تین بار)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (تین بار)

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (سات بار)

نفع کا تقرر

ایک تاجر کے لیے سب سے پہلے تو یہ لازم ہے کہ وہ لین دین میں عدل وانصاف، صداقت اور امانت کو اپنائے اور دھوکہ، فریب، جھوٹ اور ملاوٹ سے پرہیز کرے۔ قرآنِ مجید میں حکم ہے۔

لَا تَاْكُلُوْآ اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ پر نہ کھاؤ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ راست گو تاجر قیامت کے دن، نبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ رہی نفع کی بات تو اگر چہ شریعت نے نفع کی آخری اور قطعی حد متعین نہیں فرمائی ہے۔ مگر ظلم وعدوان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ وہ خود بھی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ اُسے ایک روپے کی چیز پر کتنا نفع لینا مناسب ہے۔

تارکِ نماز کافر ہے

دلائل شرعیہ سے یہ بات ثابت واضح ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا۔ اہل سنت وجماعت کا یہی نظریہ ہے۔ بلاعذر شرعی نماز کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ مگر اس کے باوجود اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوگا اور وہ حدیث جس میں ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کافر ہے دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کا مطلب ومعنی یہ ہے کہ جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہو یا ترکِ صلوٰۃ کو جائز جانے وہ کافر ہے۔ لیکن وہ شخص جو نماز کو فرض جانے اور اس کے ترک کو گناہ سمجھے (جیسا کہ فی زمانہ مسلمانوں کی یہی کیفیت ہے کہ بے نمازی مسلمان بھی نماز کو فرض جانتا ہے اور ترک کو گناہ سمجھتا ہے) پھر باتقضاءِ بشریت نماز نہ پڑھے تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہوتا۔ مگر سخت گناہگار ہوتا ہے۔

نوافل کے متعلق

احادیث میں نفل نماز کے بہت فضائل مروی ہیں۔ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں۔ یعنی اگر کسی نے فرض کیجیے دو نفل شروع کیے پھر توڑ دیے تو اس کی قضا لازم ہے۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت کے باوجود نفل بیٹھ کر بھی ادا کر سکتے ہیں۔ مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دن کی نسبت رات میں پڑھے جانے والے نوافل کی بڑھی فضیلت ہے۔ یعنی ثواب زیادہ عطا ہوتا ہے جو نوافل بعد از نمازِ عشاء پڑھے جاتے ہیں انہیں صلوٰۃ اللیل (رات کی نماز) کہتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے،ا۔ نفل کی کم از کم دو رکعت ہیں۔ زیادہ جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے اور چار رکعتی نفل نماز کے پہلے قعدہ میں پوری التحیات اور درود و دعا پڑھنا ضروری ہے اور تیسری رکعت میں ثناء تعوذ، بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور اس کے ساتھ سورۃ پڑھنی چاہیے

تعزیت مسنون ہے

ترمذی کی حدیث میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے۔ تعزیت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے۔ اس کو سایہ رحمت میں جگہ دے اور تم کو صبر دے۔ میت کے اعزہ کا گھر بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کے لیے آئیں۔ جائز ہے۔ لیکن شامیانے لگا کر بیٹھنا اور گپ بازی میں مشغول رہنا اور برادری کو کھانا دینا یہ بہت غیر مناسب ہے

۔ میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اس دن رات کے لیے کھانا بھیجیں تو بہتر ہے مگر یہ کھانا صرف میت کے گھر والے کھائیں اور انہیں کے لائق بھیجا جائے اوروں کو یہ کھانا کھانا منع ہے اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اس کے بعد مکروہ اور سوگ کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ کسی کے لیے تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ البتہ بیوی کے لیے شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا واجب ہے۔

طلاق محبت و پیار کے جملے نہیں ہیں

طلاق پیار و محبت کے جملے نہیں ہیں۔ لڑائی جھگڑا اور غصہ ہی میں طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ بہر حال مسئلہ یہ ہے کہ اگر خاوند نے تین طلاق دی ہیں تو عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔ اب نہ رجوع جائز ہے اور نہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ تین طلاق دینے کے بعد عورت کو گھر میں رکھنا اور میاں بیوی کی طرح رہنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس صورت میں فوراً علیحدہ ہو جانا چاہیے اور اگر ایک طلاق دی ہے یا دو طلاق دی ہیں تو اس صورت میں عدت کے اندر رجوع یعنی صلح ہو سکتی ہے۔ رجوع قول سے کرے یا فعل سے لیکن اگر اسی صورت میں عدت گزر گئی ہے تو عورت کی رضا و مرضی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

بیوی کو مارنا

بلا وجہ بیوی کو مارنا پیٹنا اور اسے ایذا پہنچانا حرام اور سخت گناہ ہے حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستورات کے ساتھ نیک برتاؤ کی ہدایت فرمائی ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں عورتوں کے بارے میں

بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے۔

حضور ﷺ کی ارشاد فرمود دعائیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں جس وقت اور جس موقع پر مانگی ہیں یا کسی کو ارشاد فرمائی ہیں۔ انہیں ہر حال میں مانگنا باعثِ صدر رحمت و برکت ہے اور کسی مسلمان مرد و عورت کے حال و احوال کے مناسب ہیں تو بھی کلماتِ طیبات سے دعا مانگنا اور بھی زیادہ مفید اور موجبِ رحمت ہی ہے۔

اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہو جائے؟ یا کافر نکاح پڑھے دے

اگر بعد از نکاح زوجین میں سے کسی نے معاذ اللہ بالکل واضح صریح کفر ارتکاب کیا اور اس کے بعد اولاد ہوئی تو وہ اولاد حرامی قرار پائے گی۔ البتہ وہ کلمات جن پر فتوی وغیرہا میں خلافِ تحقیق حکمِ کفر لکھ دیتے ہیں اور وہ کلمات جن میں کوئی ضعیف مرجوع روایت بھی اگر چہ اور کسی امام کے مذہب میں عدمِ کفر نکل آئے ان کے ارتکاب سے گو تجدیدِ اسلام و نکاح کا حکم دیں گے۔ مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی (درمختار)

(۲) کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کافر و مرتد سے نکاح پڑھوائے۔ نکاح خالص دینی و شرعی کام ہے اور کسی صحیح العقیدہ مسلمان ہی سے پڑھوانا چاہیئے۔ لیکن بایں ہمہ اگر کافر یا مرتد نے نکاح پڑھا دیا تو شرعاً نکاح صحیح و درست قرار پائے گا۔ کیونکہ وہ کافر صرف ایجاب و قبول کہلوانے والا ہے۔ کہنے والے خود عاقدین (مرد و عورت) ہیں۔ ظاہر ہے مرتد یا کافر کا عقدِ نکاح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے نکاح خواں کا کفر و اسلام بلوغ و عدم بلوغ سے عقدِ نکاح پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر نابالغ بچہ

جو سمجھدار ہو۔ نکاح پڑھا دے یعنی ایجاب و قبول کے کلمے عاقدین (مرد و عورت) سے کہلوا دے تو بھی نکاح درست پائے گا۔ کیونکہ نکاح کے شرعاً درست ہونے کے لیے صرف اسی قدر کافی ہے کہ مرد و عورت ایجاب و قبول کریں اور دو مرد یا ایک مرد یا دو عورتیں (گواہ) اسی مجلس میں ان کے ایجاب و قبول کو سنیں اور سمجھیں۔ صحتِ نکاح کے لیے مہر کا ذکر بھی شرط نہیں ہے۔ مہر کا ذکر کیے بغیر بلکہ مہر کی نفی کردی تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ نکاح و طلاق میں جد و ہزل برابر ہیں۔ حتیٰ کہ اگر بطور ہنسی و مذاق و سانگ کے مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرلیں تو شرعاً نکاح منعقد گا۔ اگر چہ مرد و عورت کا دل سے نکاح کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح بیوی کو انتِ طالق کہا۔ طلاق ہو جائے گی۔ اگر چہ طلاق دینے کی نیت اور ارادہ نہ ہو۔ (رد المحتار)

نفلی روزے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ایام میں نفلی روزے رکھے اور نفلی روزے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ وہ ایام یہ ہیں۔ نو اور دس محرم کا روزہ (بخاری) آپ نے فرمایا۔ دس محرم کا روزہ رکھنے سے ایک سال قبل کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مسلم) ماہِ شوال میں چھ دن کے روزے اور بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں۔ ان چھ روزوں کا ثواب پورے سال کے روزوں کے برابر ملتا ہے (نسائی ابن ماجہ)۔ شعبان کی پندرھویں رات میں عبادت اور دن میں روزہ رکھنا۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا (بخاری) پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا۔ جب آپ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ پیر کے دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور جمعہ کے دن خصوصیت کے ساتھ رکھنا مکروہ ہے

کیونکہ حضور ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

ناخن بڑھانا ساڑھی پہننا

بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں یعنی انبیاء سابقین علیہ السلام کی سُنت ہیں۔ ختنہ کرنا، موئے زیرِ ناف مونڈنا اور بغل کے بال اُکھیرنا۔ آج کل مستورات جس طرح ناخن بڑھا رہی ہیں۔ یہ خلاف سُنت و مکروہ ہے۔ نمازی عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ وضو میں اس بات کا خیال رکھے کہ پانی ناخنوں کے خلاء میں بہہ جائے۔ اگر پانی ناخنوں کے اندر کے حصہ میں نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور ایسے وضو سے نماز بھی نہ ہوگی۔

۲۔ اپنے خاوند کو خوش رکھنے کے لیے بیوی جس وضع کا لباس پہنے جائز ہے۔ ساڑھی میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ کمر و باز و وغیرہ کھلے ہوئے نہ ہوں ورنہ غیر محرم کے سامنے ناجائز ہے۔ اس طرح نماز پڑھنے کے لیے مستورات کے لیے ایسا لباس پہننا ضروری ہے۔ جس سے بدن یا سَر کے بال نہ چمکیں۔ باریک کپڑوں میں بدن چھلکتا ہے۔ ایسے کپڑے پہن کر نماز نہ ہوگی۔ مستورات کے لیے نماز میں سارا بدن چھپا کر نماز پڑھنی چاہیے۔ سَر کے لٹکتے ہوئے بال گردن اور کلائیاں اور کان کا بھی چھپانا ضروری ہے ورنہ اگر بحالتِ نماز کسی عضو کا چوتھائی حصہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔

سنتوں میں قصر نہیں

• ترمذی شریف کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ سفر ظہر و عصر کی دو رکعت پڑھیں اور مغرب کی تین رکعت۔ سنتوں میں قصر نہیں ہے اور سنتوں کا پڑھنا بہتر ہے۔ اگر دورانِ سفر وقت میں گنجائش نہ ہو تو سنتیں معاف ہیں۔

قربانی کے دن

فقہ حنفی کی رو سے عیدالاضحیٰ کی قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ کے طلوعِ صبح صادق سے بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے۔ یعنی تین اور دو راتیں۔ نیز پہلا دن یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو قربانی کرنا افضل ہے۔

ماں بہن کہہ دیا

طلاق دینے کا حق اللہ تعالیٰ نے صرف شوہر کو دیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا بیدہ عقدۃ النکاح بیوی کو اللہ نے طلاق دینے کا حق نہیں دیا ہے تو بیوی چاہے شوہر کو طلاق دے یا یہ کہے کے اگر میں یہ کام لوں تو تم میرے باپ ہو۔ بیوی کے اس جملے سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ شوہر کو باپ کہنا خلاف واقع اور گناہ ہے ایسے جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے اسی عام طور پر خاوند بیوی کو غصے میں ماں بہن کہہ دیتا ہے تو اگر صرف یہی جملے کہے ہیں تو ان سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ بیوی کو ماں بہن کہنا واقع کے خلاف ہے اور گناہ ہے آئندہ ایسے جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قضا کی قسمیں

(۱) واقع ہوا کہ قضا مبرم حقیقی وہ قضا ہے جو علمِ الٰہی میں کسی چیز پر معلق نہیں
۔اس قضا میں تبدیلی ناممکن ہے۔اُولیاء اللہ کی اس قضا تک رسائی نہیں۔حتیٰ کہ انبیاء
اکرام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں بحضور رب العلمین کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں
اس خیال سے روک دیا جاتا ہے۔اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔حضرت
براہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے قومِ لوط پر عذاب روکنے کے لیے بہت کوشش فرمائی۔
اُن کی عرض ومعروض کے متعلق قرآن مجید میں تصریح فرمائی گئی۔

یُجَادِلُنَا فِیۡ قَوۡمِ لُوۡطٍ (پ ۱۲ رکوع ۷)

(ابراہیم) قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔

لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضاءِ مبرم حقیقی تھا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یا اِبۡرٰهِیۡمُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا اِنَّهٗ قَدۡ جَآءَ اَمۡرُ رَبِّکَ

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑو۔بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بیشک ان پر ان
پر عذاب آئے گا۔

معلوم ہوا کہ جو بات قضاءِ مبرم حقیقی ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کا آخری اٹل فیصلہ) اس کا تعلق
خواہ موت سے ہو یا مرض سے یا کسی بھی چیز سے ہو وہ دعا صدقہ وغیرہ سے تبدیل نہیں
ہوسکتی اور جو بات قضاءِ معلق ہے وہ دعا دوا۔صدقہ وخیرات وغیرہ سے تبدیل ہو جاتی
ہے۔تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ صحائف ملائکہ میں وہ بات معلق ہی درج ہوتی ہے کہ
فلاں شخص بیمار ہوگا تو فلاں حکیم کی دوا سے اُسے شفاء ہوگی اور فلاں شخص کسی مصیبت
میں مبتلا ہوگا تو فلاں بزرگ کی دعا سے وہ بلاٹل جائے گی۔بابر اور ہمایوں کا واقعہ ایک

تاریخی واقعہ ہے۔اگر یہ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بابر کی موت اور ہمایوں کی
صحت کاتب تقدیر نے اسی طرح لکھی ہوئی تھی کہ باپ کی دعا سے بیٹا صحت یاب ہوگا
اور باپ موت کی آغوش میں چلا جائے گا اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔روزمرہ کا
مشاہدہ ہے جو بات تقدیر میں جس طرح اور جس کیفیت ونوعیت کے ساتھ مقرر ہوتی
ہے اُسی کیفیت ونوعیت کے ساتھ اس کا ظہور ہوتا ہے۔

ختم شریف

جسے عرف میں ختم کہتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک کام کا ثواب
میّت کو بخشنا مثلاً قرآن مجید کی تلاوت، ذکر ایسی نماز پڑھنا یا مسلمانوں میں کھانا وغیرہ
تقسیم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنا کہ الٰہی یہ جو میں نے قرآن پڑھا ہے اس کا
ثواب فلاں بزرگ یا فلاں میت کو عطا فرمادے۔تو اگر کسی نیک کام کا ثواب میّت کو
بخشا جائے تو میّت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت واضح
ہے۔صحابی رسول حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو
انہوں نے ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کنواں کھدوایا اور کہا ھـذہ لام سـعـد یہ
کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے (ابوداؤد) اسی
طرح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بحضور نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔
عرض کی میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔اگر میں ان کی روح کو ثواب پہنچانے
کے لیے ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کی روح کو ثواب پہنچے گا۔نبی کریم علیہ
السلام نے فرمایا۔نعم ہاں پہنچے گا۔آج کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا رواج ہے۔یہ
بھی جائز ہے۔اور اس عمل کو ناجائز اور بدعت کہنا غلط ہے۔البتہ کھانا سامنے رکھ فاتحہ

دینے کو ضروری ولازمی قرار دینا اور یہ سمجھنا اس کے بغیر ایصالِ ثواب ہو ہی نہیں سکتا
۔یہ بھی غلط ہے اگر کھانا سامنے نہ رکھا جائے اور حسب توفیق میت کے ایصالِ ثواب
کی نیت سے کھانا وغیرہ تقسیم کر دیا جائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔

۳۲ روپے مہر

فی زمانہ ۳۲ روپے کو مہر شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شریعت نے
صرف کمی کی طرف مہر کی مقدار مقرر کی ہے یعنی کم سے کم مہر دس درہم ہونا چاہیے اور
زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس قدر فریقین میں طے ہو جائے جائز ہے اور اس کی
ادائیگی شوہر کے لیے لازم وواجب ہے۔ ایک درہم شرعی کا وزن تین ماشہ ایک رتی اور
پانچواں حصہ رتی ہے تو دس درہم کا وزن دو تولے سات ماشے چار رتی چاندی ہوئی۔
چاندی غالباً اسی روپے تولہ ہے۔ اس حساب سے دس درہم بھر چاندی کے دو سو دس
روپے بنتے ہیں۔ اس لیے ۳۲ کو مہر شرعی قرار دینا نہ صرف یہ کہ شرعاً درست نہیں ہے
بلکہ ایک مذاق بھی ہے۔ شرعاً زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی
ازواج مطہرات میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر بارہ اوقیہ سونا یعنی
اکتیس تولے سونا تھا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار ہزار درہم یعنی ایک ہزار
پچاس تولہ چاندی تھا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی بقیہ ازواج مطہرات کا حق مہر
ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی یعنی ایک اکتیس تولے چار ماشہ چاندی تھا۔ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی یعنی ایک سو پچاس تولہ چاندی تھا۔

ستر عورت واجب ہے

مرد کے لیے ناف سے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے۔ یعنی اس

کا چھپانا نماز اور خارج نماز ہر حال میں واجب ہے۔ ناف چھپانے میں داخل نہیں اور
گھٹنے داخل ہیں۔ اگر وضو کرتے وقت یا وضو کے بعد گھٹنہ یا ران کھل گئی تو وضو میں کوئی
فساد پیدا نہ ہوگا۔ البتہ جن اعضاء کا ستر فرض ہے ان میں سے بحالت نماز کوئی عضو
چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہوگئی۔ اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا جب بھی ہو
گئی اور چوتھائی عضو بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہا یا با
مقصد کھولا۔ اگرچہ فوراً چھپا لیا نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم)

تین طلاق یکدم دیدیں

اگر یکدم تین طلاقیں دیدیں مثلاً یوں کہا کہ تجھے تین طلاق یا علیحدہ علیحدہ
دیں مثلاً یوں کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو اس صورت میں تینوں طلاقیں
واقع ہو جائیں گی اور بیوی جس کو طلاق دی گئی ہے ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔
تین طلاق دینے کی صورت میں دوبارہ نکاح یا صلح نہیں ہو سکتی (عالمگیری) طلاق کسی
حالت میں بھی دی جائے خواہ عورت حاملہ ہی ہو واقع ہو جائے گی۔

نماز اور نیت

نماز کے لیے نیت شرط ہے۔ نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ البتہ
زبان سے نیت کہہ لینا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے نیت حاضر ہو۔
فرض نماز کے لیے نیت فرض ضروری ہے۔ مطلق نماز یا نفل کی نیت کافی ہے (درمختار۔
ردالمحتار) نفل سنت۔ تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح
میں تراویح کی اور سنتوں میں سنت یا نبی علیہ السلام کی متابعت کی نیت کرے (منیہ)۔

سنتِ موکدہ یہ ہیں۔ فجر سے پہلے دو رکعت، ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت اور تین وتر واجب ہیں۔

عشاء کی نماز پڑھ لی پھر جماعت میں شریک ہوا

اگر کسی شخص نے نماز عشاء اکیلے پڑھ لی۔ پھر عشاء کی نماز کھڑی ہوئی اور وہ جماعت میں شریک ہوا۔ خواہ نفل کی سنت سے یا فرض کی نیت دونوں صورتوں میں اس کی یہ نماز نفل قرار پائے گی کیونکہ فرض وہ اکیلے ادا کر چکا ہے (عالمگیری)

نمازِ فجر قضاء ہوگئی

اور زوال سے پہلے پڑھ رہا ہے تو فجر کی سنتیں بھی چاہئیں کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے عمل سے یہی ہدایت فرمائی ہے اور اگر زوال کے بعد پڑھ رہا ہے تو سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح فجر کے علاوہ اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں ہے (دار المختار)

مسائلِ زکوٰۃ

جو رقم آدمی مختلف اوقات میں بچا کر رکھتا ہے۔ اگر وہ رقم نصاب کو پہنچ جائے اور اس رقم پر سال بھی گزر جائے تو ڈھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہے۔ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی ساڑھے باون تولہ سونے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت یا نقد رقم کا مالک ہو۔ پس جو رقم جمع ہوئی ہے اگر اس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے اور اس پر سال بھی گزر گیا ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

نقد رقم اور سونا چاندی

جس کے قبضہ میں چھ سات ہزار روپے ہیں اور چھ تولہ سونا بھی ہے تو زکوٰۃ نقد روپے اور چھ تولہ سونے پر دونوں کی زکوٰۃ واجب ہے اور یہ خیال کرنا کہ چونکہ سونا نصاب کے برابر نہیں ہے۔ اس لیے اس کی زکوٰۃ واجب نہیں غلط ہے۔ سات تولہ آج کل کے حساب سے ۱۴ ہزار روپے کا ہے۔ اگر سات ہی نقد ہے تو کل ۲۱ ہزار روپے ہوئے۔ ۲۱ ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم و واجب ہے۔

دعائے قنوت

نماز وتر واجب ہے۔ اگر وتر سہواً یا قصداً نہ پڑھے تو قضا واجب ہے۔ وتر تین رکعت ہیں۔ جیسے مغرب کی نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح وتر پڑھے جائیں گے۔ یعنی قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ وتر کی تیسری رکعت میں قرآت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر ہاتھ باندھ کر دعاء قنوت پڑھتے ہیں۔ دعاء قنوت کا پڑھنا واجب ہے لیکن خاص دُعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔ بہتر وہ دعائیں ہیں جو حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں۔ جسے دعاء قنوت یاد نہ ہو وہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو تین بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے۔ (عالمگیری۔ ردالمختار۔ غنیۃ الطالبین)

التحیات (تشہد) میں اُنگلی اُٹھانا

تشہد میں جب کلمہ لا کے قریب پہنچے تو دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی ہتھیلی سے ملادے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے۔ مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ الا پر گرادے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرے۔ لا پر انگلی اٹھانا مستحب ہے فرض وواجب نہیں ہے اور انگلی اٹھانے کی حرکت حرکتِ خفیف ہے جو نماز میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہیں کرتی۔ لا پر انگلی اٹھانے کی حکمت یہ ہے کہ لا سے نفی کی جارہی ہے ممکن ہے لا پر روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کرجائے اور الا اللہ کہنے کی مہلت نہ ملے۔ اس لیے انگلی سے ایک اللہ کے ہونے کا اظہار ہوجاتا ہے۔

کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنا

متعدد احادیث میں حضور سرورِ عالم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ دوسرے مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے۔ مطلبِ حدیث یہ ہے کہ دنیاوی وجوہ بنا پر اگر دو مسلمانوں میں شکر رنجی ہوگئی ہے تو یہ تین دن سے زیادہ قائم نہیں رہنی چاہیے اور فریقین میں سے جو صلح کے لیے پہل کرے وہ اجر وثواب کا مستحق ہے اور تین دن سے زیادہ ناراض رہنا گناہ ہے۔

سونا، چاندی، پہننا

مرد کو سونا، چاندی اور ریشم کا لباس پہننا جائز نہیں ہے۔ عورتوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات اور ریشم کا لباس پہننا جائز ہے۔ متعدد حدیثوں میں حضور

نبی کریم علیہ السلام نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے۔ اسی طرح مرد کو سونے کی انگوٹھی یا لاکٹ کا پہننا بھی جائز نہیں ہے۔ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اَنَّہٗ نَھٰی عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

سونے کے زیور پہننے پر وعید

وہ احادیث جن میں مستورات کے لیے سونے کے زیور پہننے پر وعید آئی ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ سونے کی بالیاں پہننے والی مستورات کے کانوں میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ ہوگی۔ تو یہ وعید ان مستورات کیلیے ہے جو سونے چاندی کے زیورات استعمال کرتی ہیں مگر ان کی زکوۃ ادا نہیں کرتیں لیکن جو زکوۃ ادا کرتی ہیں۔ ان کے لیے یہ وعید نہیں ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ دو عورتیں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو آگ کے کنگن پہنائے۔ انھوں نے عرض کیا نہیں۔ اس پر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا۔ فَاَدِّیَا زَکٰوتَہٗ تو پھر ان کی زکوۃ ادا کیا کرو (ترمذی) اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر سونے چاندی کے زیورات کی زکوۃ ادا کی جاتی رہے۔ وہ باعث وبال نہیں بنتے۔ قرآن مجید سے بھی اس مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ ثُمَّ لَا یُنْفِقُوْنَھَا

ترجمہ: جو جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

حضرت ابن عباس، حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعا و موقوفا مروی ہے کہ کنز سونے چاندی کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے لا ینفقونھا کے لفظ سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ وعید ان لوگوں کے لئے ہی ہے جو بقدر نصاب سونے چاندی کے مالک ہیں اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔

قبر مسلم کا احترام

قبر مسلم کا احترام لازم و واجب ہے۔ قبور مسلمین کو منہدم کرنا یا ان کی بے حرمتی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح بلا ضرورت شرعی میت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر قبر کو سیلاب میں بہہ جانے یا پانی سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے تو میت کو دوسری جگہ دفن کر سکتے ہیں۔ لیکن جو صورت آپ نے بیان کی ہے کہ سارا قبرستان ہی سیلاب کی نذر ہو گیا ہے اور تمام قبریں بہہ گئی ہیں۔ اب ان تمام قبروں کو دوسری جگہ بنانا تکلف مالا یطاق ہے جو شرعاً ضروری نہیں ہے۔

میت کا منہ دیکھنا

اگر میت عورت ہے تو اس کا خاوند اور محرم جن سے پردہ نہیں ہے۔ میت کا منہ دیکھ سکتے ہیں اور نماز جنازہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب اسے پہنچا سکتے ہیں۔ دُعائے مغفرت بھی کر سکتے ہیں۔ ابو داؤد کی حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَا

ترجمہ: جب میت پر نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے لئے خلوص سے بخشش کی

دعا کرو۔

تحیۃ الوضوء

وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضوء کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ (اللہ کی طرف) متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں انہیں صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ عشاء کے بعد سو جائیں خواہ تھوڑی دیر ہی سوئیں تو اب اُٹھ کر جو نفل پڑھے جائیں گے وہ تہجد قرار پائیں گے۔ تہجد کے لیے عشاء کی نماز کے بعد سونا شرط ہے۔ طلوع و غروب آفتاب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض نہ واجب، نہ نفل نہ ادا قضا حتیٰ کہ سجدہ تلاوت بھی جائز نہیں۔ نیز فجر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نفل پڑھنا ممنوع ہے۔

عشاء کا وقت غروب شفق سے طلوع فجر تک ہے۔ یعنی مغرب کا وقت ختم ہونے کے بعد سے طلوع فجر تک ہے اور یہی وقت وتر کا بھی ہے۔

نکاح سنت ہے

بہتر یہ ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے اور نیک رشتہ مل جائے تو پھر تاخیر نہ کی جائے اور فی زمانہ لڑکے کے لیے یہی بہتر ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائے اور بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کا بھی جلد نکاح کر دیا جائے۔ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح اجنبی عورت پر نگاہ کرنے سے روکتا

ہے۔اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ بیہقی کی حدیث میں فرمایا جو میری طریقہ کو
محبوب رکھے وہ میری سنت کو اختیار کرلے اور میری سنت نکاح ہے ایک اور حدیث
میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی نکاح کرلیتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس
ابن آدم نے اپنا دوتہائی دین مجھ سے بچالیا۔

حضور سرورکائنات ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں علماء فرماتے ہیں کہ
جب نکاح کی استطاعت ہو تو نکاح کرلینا چاہیئے کیونکہ نکاح عصمت کا محافظ بن جاتا
ہے اور نکاح سے زندگی میں اعتدال و توازن اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم یافتہ لڑکی کا یہ کہنا کہ رشتہ میرے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے ایک حد
تک درست ہے۔ علاوہ ازیں شرعاً عاقل و بالغ لڑکے اپنے نفس کی خود مختار ہے اس کی
اجازت اور رضا کے بغیر والدین کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں
اس کا نکاح کردیں۔ اگر والدین عاقل، بالغ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت اور رضا
کے بغیر کردیں گے تو یہ نکاح باطل ہوگا۔ البتہ کتاب وسنت کی رو سے لڑکے اور لڑکی کی
سعادت اسی میں ہے کہ وہ والدین کی خواہش اور مرضی کا احترام کریں۔

قضاء قدر کے مسائل

عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ ان پر زیادہ غور وفکر ٹھیک نہیں۔ حضور سرورِ عالم
ﷺ نے اس مسئلہ پر بحث کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ یہ سمجھ لیجئے کہ انسان کو اللہ
تعالیٰ نے پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک
نوع کا اختیار بھی دیا ہے کہ وہ ایک کام چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ عقل بھی دی
ہے کہ بھلے بُرے اور نفع ونقصان کو پہچان سکے۔ پھر انسان کے لیے ہر قسم کے سامان

مہیا ہوجاتے ہیں۔ اسی اختیار کی بناپر مواخذہ ہوتا ہے۔ یعنی ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ
ہے مگر اس چیز کے استعمال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار وطاقت عطا فرمائی ہے۔
اگر اس اختیار کو نیکی اور بھلائی کے لیے استعمال کریں تو ثواب ملتا ہے اور اگر برائی کے
لیے استعمال کریں تو دنیا میں اس کی سزا دی جاتی ہے اور اگر بلا توبہ مرجائے تو آخرت
میں باز پرس ہوسکتی ہے۔ علاوہ یہ بات بدیہی ہے کہ اس دنیا میں انسان جو کام بھی کرتا
ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی یعنی پسند کے مطابق ہوں۔
سینکڑوں مسلمان جھوٹ بولتے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے۔ شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی
پابندی نہیں کرتے۔ یہ سب کام اللہ کو پسند نہیں ہیں اور نہ بُرے کاموں کے کرنے میں
اللہ کی رضا ہوتی ہے۔ البتہ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے خواہ وہ نیکی ہو یا بدی بہر حال اس
کی مشیت کے تابع ہیں۔

جنازہ لے جانے میں ذکر

بہتر وافضل یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا
چاہیئے اور موت واحوالِ قبر پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اس دوران دنیا کی باتیں نہ کریں اور
نہ ہنسیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جنازے کے ساتھ
ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ تو جنازہ کے ساتھ ہنستا ہے۔ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں
کروں گا۔ ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔ البتہ جنازہ کے ساتھ کلمہ شریف بلند آواز
سے پڑھنا یا منہ دکھاتے وقت کلمہ پڑھنے میں بھی حرج نہیں جائز ہے۔

مستورات کے لیے افضل وبہتر

یہ ہے کہ فرض واجب اور نفل اپنے گھر میں پڑھیں۔ ابوداؤد کی حدیث میں

ہے۔اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ بیہقی کی حدیث میں فرمایا جو میری طریقہ کو
محبوب رکھے وہ میری سنت کو اختیار کرلے اور میری سنت نکاح ہے ایک اور حدیث
میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی نکاح کر لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس
ابن آدم نے اپنا دوتہائی دین مجھ سے بچالیا۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں علماء فرماتے ہیں کہ
جب نکاح کی استطاعت ہو تو نکاح کر لینا چاہیئے کیونکہ نکاح وعصمت کا محافظ بن جاتا
ہے اور نکاح سے زندگی میں اعتدال وتوازن اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم یافتہ لڑکی کا یہ کہنا کہ رشتہ میرے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے ایک حد
تک درست ہے۔علاوہ ازیں شرعاً عاقل وبالغ لڑکے اپنے نفس کی خودمختار ہے اس کی
اجازت اور رضا کے بغیر والدین کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں
اس کا نکاح کردیں۔ اگر والدین عاقل، بالغ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت اور رضا
کے بغیر کردیں گے تو یہ نکاح باطل ہوگا۔البتہ کتاب وسنت کی رو سے لڑکے اور لڑکی کی
سعادت اسی میں ہے کہ وہ والدین کی خواہش اور مرضی کا احترام کریں۔

قضاء قدر کے مسائل

عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ ان پر زیادہ غور وفکر ٹھیک نہیں۔ حضور سرورِ عالم
ﷺ نے اس مسئلہ پر بحث کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ یہ سمجھ لیجئے کہ انسان کو اللہ
تعالیٰ نے پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک
نوع کا اختیار بھی دیا ہے کہ وہ ایک کام چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ عقل بھی دی
ہے کہ بھلے بُرے اور نفع ونقصان کو پہچان سکے۔ پھر انسان کے لیے ہر قسم کے سامان

مہیا ہوجاتے ہیں۔اسی اختیار کی بنا پر مواخذہ ہوتا ہے۔یعنی ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ
ہے مگر اس چیز کے استعمال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختیار وطاقت عطا فرمائی ہے۔
اگر اس اختیار کو نیکی اور بھلائی کے لیے استعمال کریں تو ثواب ملتا ہے اور اگر برائی کے
لیے استعمال کریں تو دنیا میں اس کی سزا دی جاتی ہے اور اگر بلا توبہ مرجائے تو آخرت
میں باز پرس ہوسکتی ہے۔علاوہ یہ بات بدیہی ہے کہ اس دنیا میں انسان جو کام بھی کرتا
ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی یعنی پسند کے مطابق ہوں۔
سینکڑوں مسلمان جھوٹ بولتے ہیں۔نماز نہیں پڑھتے۔شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی
پابندی نہیں کرتے۔یہ سب کام اللہ کو پسند نہیں ہیں اور نہ بُرے کاموں کے کرنے میں
اللہ کی رضا ہوتی ہے۔البتہ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے خواہ وہ نیکی ہو یا بدی بہرحال اس
کی مشیت کے تابع ہیں۔

جنازہ لے جانے میں ذکر

بہتر وافضل یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا
چاہیئے اور موت واحوالِ قبر پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔اس دوران دنیا کی باتیں نہ کریں اور
نہ ہنسیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جنازے کے ساتھ
ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔تو جنازہ کے ساتھ ہنستا ہے۔ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں
کروں گا۔ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔البتہ جنازہ کے ساتھ کلمہ شریف بلند آواز
سے پڑھنا یا منہ دکھاتے وقت کلمہ پڑھنے میں بھی حرج نہیں' جائز ہے۔

مستورات کے لیے افضل وبہتر

یہ ہے کہ فرض واجب اور نفل اپنے گھر میں پڑھیں۔ابوداؤد کی حدیث میں

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔طبرانی کی حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بستر کو نہ چھوڑے۔اس کی قسم کو سچا کرے اور اس کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔

مدتِ رضاعت

بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے۔اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی۔عوام میں یہ غلط مشہور ہو گیا ہے۔لڑکی کو دو برس اور لڑکے کو ڈھائی برس تک دودھ پلا سکتے ہیں۔بہر حال لڑکا ہو یا لڑکی دو سال سے زیادہ عرصہ تک دودھ پلانا شرعاً درست نہیں ہے۔حتیٰ کہ مدت پوری ہو جانے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پلانا جائز نہیں ہے۔(درمختار)

نشہ کی حالت میں طلاق

طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل و بالغ ہو۔نابالغ یا مجنون نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔البتہ نشہ کی حالت میں طلاق دی (خواہ نشہ شراب پینے سے ہو یا کسی اور نشہ آور چیز سے) تو طلاق واقع ہو جائے گی۔اسی طرح افیون کی پینک میں طلاق دی۔جب بھی واقع ہو جائے گی۔(درمختار۔عالمگیری)

زکوٰۃ کا وجوب

وجوبِ زکوٰۃ کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔لہٰذا وہ مال جو نابالغ کی ملکیت ہے۔وہ روپیہ جو نابالغ کے نام بنک میں جمع ہے۔وہ مال جو واقعی نابالغ کو ہبہ

کر دیا گیا ہے اور نابالغ کا وہ سرمایہ جو تجارت میں لگا ہوا ہے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔نابالغ کی ملکیتی مال و دولت کی زکوٰۃ اس کے والدین یا سرپرست پر بھی واجب نہیں۔
(عالمگیری)

(۲) وجوبِ زکوٰۃ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس مال کا پوری طرح مالک و قابض ہو۔لہٰذا جو زیورات وغیرہ بنک میں یا کسی کے پاس رہن ہیں۔ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔نہ راہن پر اور نہ ہی مرتہن پر۔کیونکہ مرتہن اس مال کا مالک نہیں ہے۔
(درمختار)

قسم کا کفارہ

قسم توڑنے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس کو کپڑے پہنانا ہے (اتنا کپڑا کہ اس کے عام بدن کو ڈھانپ دے۔صرف پاجامہ کا کپڑا دینا کافی نہ ہوگا۔اگر یہ بھی نہ کر سکے تو لگاتار تین روزے رکھ لے (عام کتب فقہ)

دو بیویاں

اگر آپ دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہیں اور دونوں سے عدل کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں تو گناہ نہیں۔قرآنِ مجید میں فرمایا۔ وعاشروھن بالمعروف اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی معاشرت رکھو۔خاوند پر اپنی بیوی کا نفقہ واجب ہے۔یعنی اپنی استطاعت کے ساتھ کھانا، کپڑا اور رہنے کے لیے مکان مہیا کرنا اور بیوی کی دیگر ضراریات پورا کرنا خاوند پر لازم و واجب ہے۔حتیٰ کہ بیوی یہ چاہتی ہے کہ وہ تنہا کمرے میں رہے تو اگر شوہر اس پر قادر ہے اور مکان میں تنہا کمرہ دینے کی گنجائش ہے تو اس کی یہ خواہش پوری کرنی ہوگی۔حضور علیہ السلام نے

مستورات کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں میری اس وصیت پر عمل کرو۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ میاں بیوی میں پیار ومحبت، اُلفت وشفقت کی فضا قائم رہنی چاہیئے اور دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا سختی سے خیال رکھنا چاہیئے۔ قرآنِ مجید میں فرمایا:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

ترجمہ: اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ عدل نہ کرو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔

اور دو یا تین یا چار شادیاں کر لی ہیں تو خاوند پر لازم وواجب ہے کہ ان کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرے یعنی جو بات اس کے اختیار میں ہے ان میں سب بیبیوں کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھے۔ لباس، نان نفقہ، رہائش، رہنے سہنے اور دیگر اُمور میں سب کے ساتھ برابر سلوک کرے اور باری مقرر کرے۔ اگر عدل نہیں کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ البتہ جن اُمور میں بے اختیار ہے۔ اس میں مجبور ومعذور ہے مثلاً ایک بیوی سے زیادہ محبت ہے اور دوسرے سے کم تو چونکہ محبت اختیاری چیز نہیں اس لیے اس معاملہ میں مساوات لازم نہیں لیکن باقی اُمور میں شوہر کو اپنی تمام بیبیوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم وواجب ہے۔

نفاس کی مدّت

نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔ جب بچہ کی پیدائش کے بعد عورت پاک ہوتی یعنی غسل کرتی ہے تو چوڑیاں یا زیور اس نے پہن رکھا ہے بوقتِ نماز اس زیور کو اُتارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بحالتِ حیض ونفاس جو ناپاکی کا حکم دیا جاتا ہے وہ حکمی ہے حقیقی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ

پکی ہوئی اشیاء کو شریعت پاک قرار دیتی ہے۔

گاؤں میں جمعہ وعیدین جائز نہیں

جمعہ تو فرضِ عین ہے۔ اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مئوکدہ ہے۔ لیکن جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔ ان شرائط میں سے ایک شرط مصر ہے۔ اس لیے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ گاؤں والوں کو باجماعت ظہر پڑھنی چاہیئے۔ البتہ جو گاؤں شہر کے قریب ہیں اور وہاں شہر کی مسجد کی آذان کی آواز پہنچ جاتی ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ شہر میں آکر جمعہ پڑھ جائیں۔ اسی طرح عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز بھی واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر واجب ہے۔ جن پر جمعہ واجب ہے اور عیدین کی ادائیگی کی شرائط بھی وہی ہیں جو جمعہ کی ہیں۔ لہٰذا عید کی نماز بھی شہر یا قصبہ میں واجب ہے۔ گاؤں میں نہیں، البتہ فرق یہ ہے کہ جمعہ میں خطبہ نماز کے بعد ہے اور سنت ہے کہ اگر خطبہ نہ پڑھا تو عید کی نماز درست پائے گی مگر خطبہ نہ پڑھنا بُری بات ہے۔ اسی طرح جمعہ میں آذان اور اقامت ہے۔ مگر عیدین میں نہ آذان ہے نہ اقامت۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ غنیۃ الطالبین)

قبر کے قریب مسجد

قبرستان میں یا قبر کے قریب جو مسجد بنی ہوئی ہے۔ وہ شرعاً صحیح ودرست ہے۔ مسجد نبوی شریف کے ایک طرف حضور سرورِ عالم ﷺ کا روضہ اقدس ہے۔ مسجدِ اقصےٰ کے متعلق سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ خداوندی ہے۔ الذی بارکنا حولہ۔ جس کے گرد ہم نے برکت رکھی اور یہ برکت یہ بھی ہے کہ اس کے گرداگرد انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔

بہر حال قبرستان کے قریب یا کسی قبر کے پاس مسجد بنانا جائز ہے۔ البتہ قبر کو سجدہ کرنا حرام وگناہ ہے اور قبر سامنے ہو اور نمازی اور قبر کے درمیان بقدر ستر کوئی چیز حائل نہ ہو تو نماز مکروہ تحریمہ قرار پائے گی۔ (عالمگیری۔ غنیۃ الطالبین)

مسجد کی طرف نماز کے لیے جانے کا ثواب

بخاری ومسند احمد کی حدیث میں حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا۔ تو جو قدم چلتا ہے۔ اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ جب تک اپنے مصلّی پر رہتا ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے۔ جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے۔ نمازی جب مسجد کی طرف نماز کے لیے نکلتا ہے تو ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

کیا ہر دور میں گناہگاروں کا ہونا ضروری ہے

جیسے خیر وشر، نور وظلمت کفر واسلام کا ہر دور میں ہونا ضروری ہے۔ ایسے ہی ہر دور میں گناہگاروں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ مسلم وبخاری شریف کی حدیث میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔

لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ

ترجمہ: اگر تم سب بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرمائے گا۔ جن سے گناہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو گناہ مطلوب ہیں یا

وہ گنہگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تو یہی ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور اعمال صالحہ کی ترغیب دی جائے۔ بہر حال حدیث ہذا کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ظہور کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاقیت کے ظہور کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جسے رزق دیا جائے۔ اسی طرح اس کی صفتِ ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے تو اسی طرح اس کی شانِ غفاریت کے ظہور کے لیے یہ لازمی ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہو۔ پھر وہ توبہ واستغفار کرے۔ گناہوں کی معافی وبخشش طلب کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت وبخشش فرمائے۔ اس لیے ازل سے یہ طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے اور جن کو توفیق ملے گی وہ توبہ واستغفار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفتِ مغفرت اور شانِ غفاریت کا ظہور ہوتا رہے گا۔

نذر شرعی

اگر کوئی مسلمان یوں نذر مانے کہ الٰہی اگر میرا یہ کام ہو گیا یا مریض کو صحت ہو گئی تو میں ایک بکرا ذبح کر کے تقسیم کروں گا تو جب وہ کام ہو جائے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید میں نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نذر کے گوشت کے پیسوں کا مصرف وہی ہے جو صدقاتِ واجبہ زکوٰۃ وفطرانہ کا ہے۔ نذر کا گوشت وغیرہ خالص فقرا کا حق ہے۔ خود نہیں کھا سکتا اور اگر نفلی صدقہ ہے تو امیر وغریب اور خود بھی کھا سکتا ہے۔ نفلی صدقہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کوئی

مشکل آسان کردی اور اب اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات کرکے یا بکرا ذبح کرے تو۔ اس کو خود بھی استعمال کرسکتا ہے۔ امیر وغریب، عزیز واقربا سب کو دے سکتا ہے۔

نماز کے لیے اذان

فرضِ پنجگانہ اور جمعہ جب جماعتِ مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنتِ موکدہ ہے اور اس کا حکم واجب کی طرح ہے۔ اگر اذان نہ کہی اور نماز پڑھ لی تو نماز تو ہوجائے گی مگر اذان نہ کہنے کی وجہ سے ـــ محلّہ کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ حتیٰ کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے سب لوگ اذان ترک کردیں تو ان سے قتال کیا جائے گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ضرب اور قید کی سزا دی جائے گی۔ ـــ مسجد میں بلا اذان واقامت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے علاوہ کسی جگہ (شہر میں) یا گھر میں نماز پڑھے اور اذان واقامت نہ کہے تو حرج نہیں کیونکہ اس علاقہ یا محلّہ کی مسجد میں جو اذان واقامت ہوئی ہے وہ اس کے لیے بھی کافی ہے۔ البتہ مسجد کے علاوہ جہاں بھی نماز پڑھے۔ گھر میں جنگل میں یا کسی بھی جگہ اذان کہہ لینا مستحب اور باعثِ خیر وبرکت ہے۔

برہنہ حالت میں

وضو کیا (جیسے آدمی جب غسل کرتا ہے تو اعضاءِ وضو بھی دُھل جاتے ہیں) اور اس وضو سے نماز پڑھی۔ نماز بلا کراہت صحیح ودرست ہوگی۔ کیونکہ وضو میں سترِ عورت شرط نہیں ہے وضو کرکے اگر کوئی شخص بالفرض برہنہ ہوجائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

شوہر بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے

اگر خدانخواستہ، بیوی کا انتقال ہوگیا، تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے اور نہ چھو سکتا ہے۔ یہ جو عوام میں مشہور ہوگیا ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے اور نہ قبر میں اتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (درمختار)

سونے کی زکوٰۃ

سونا چاندی خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔ ڈلی ہو یا زیور بنا ہوا ہو خواہ وہ زیور استعمال ہو یا نہ ہو۔ بہرحال جب نصاب کو پہنچ جائے اور سال گذر جائے تو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ ہے۔ سونے چاندی کی زکوٰۃ اگر روپیہ سے ادا کرنی ہو تو موجودہ مارکیٹ کے حساب سے اس کی قیمت کا تعین کرکے ڈھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

ناجائز کام کرنے کی قسم کھانا

اگر کسی جائز کام کے کرنے کی قسم کھائی ہے۔ مثلاً یہ قسم کھائی۔ میں روزہ رکھوں گا۔ میں نماز پڑھوں گا۔ جھوٹ نہیں بولوں گا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی قسم کو پورا کرنا چاہیئے اور اس پر قائم رہنا چاہیئے اور اگر کسی ایسے کام کے کرنے پر قسم کھائی ہے۔ جو کام ازروئے شریعت ناجائز وحرام ہے تو ایسی قسم کو توڑ دینا چاہیئے۔ اور کفارہ ادا کرنا چاہیئے قسم کا کفارہ، غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے

یعنی یہ اختیار ہے کہ ان باتوں میں سے جس سے چاہئے کفارہ ادا کر دے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جن مساکین کو صبح کھلایا ہے شام کو بھی انہیں کھلائے اور یہ بھی جائز ہے کہ دس روز تک ایک ہی مسکین کو بقدر صدقۂ فطر دیدیا کرے یعنی سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت دیدے۔

اذان کے مسائل

جب اذان ہو تو اسے غور سے سننا چاہیئے اور اتنی دیر کے لیے سلام و کلام جواب سلام غرضیکہ تمام اشغال موقوف کر دینا چاہیئے حتی اگر تلاوت قرآن کے دوران اذان کی آواز آئے تو تلاوت کو موقوف کر کے اذان کو سننا چاہیئے ۔ راستہ میں چل رہا ہے تو کھڑے ہو کر اذان سُنی چاہیئے ۔ جب مؤذن اذان دے تو جوابِ اذان دینے کا حکم ہے یعنی مؤذن جو کلمہ کہے سننے والا بھی وہی کلمہ کہے ۔ اور جب مؤذن اذان ختم کردے تو اب سامع کو حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود شریف پڑھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے ۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ (درمختار عالمگیری

اذان و اقامت

اگر مؤذن جسے اذان دینے کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس کی اجازت سے اذان دی ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ اقامت بھی وہی کہے ۔ جس نے اذان کہی ۔ اگر وہ موجود نہیں ہے تو جو چاہے اقامت کہہ سکتا ہے اور مؤذن موجود ہے تو اس کی

اجازت سے اقامت دوسرا کہہ سکتا ہے اور بے اجازتِ مؤذن اذان کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں (عالمگیری)

خطبہ جمعہ کے مسائل

جب جمعہ کی دوسری اذان کے بعد امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو ۔ اس وقت سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک نماز، اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے البتہ صاحبِ ترتیب قضاء پڑھ لے اور جو شخص سنت یا نفل شروع کر چکا ہے وہ جلد جلد پوری کرے اور خطبہ سُنے ۔ اسی طرح خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے مقتدیوں کو جائز نہیں ہے۔
(درمختار)

تعمیر مسجد کی رقم پر زکوٰۃ

مسجد و مدرسہ اور اسی قسم کی دینی، مذہبی اور فلاحی اداروں کے لیے جو چندہ جمع ہوتا ہے وہ ادارے کے پاس بطور امانت ہوتا ہے ۔ کسی کی مِلک نہیں ہوتا ۔ اس لیے مسجد کی تعمیر کا جو چندہ خزانچی کے پاس جمع ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مردہ بچہ

مسلمان کا وہ بچہ جو پیدا ہونے کے بعد زندہ تھا خواہ ایک سیکنڈ ہی زندہ رہا مرگیا تو اسے غسل و کفن دینا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا شرعاً لازم ہے ۔ اگر بچہ پیدا ہی مردہ ہوا ہے تو اسے ویسے ہی نہلا کر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے ۔ اس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں ہے اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔
(درمختار)

عورتوں کی امامت

اتنی بات درست ہے کہ مرد ہو یا عورت حتیٰ کی نابالغ بھی کسی جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے تو یہ ذبح درست ہے کیونکہ ذبح میں مرد ہونا یا بالغ ہونا شرط نہیں ہے لیکن نماز کی امامت کے لیے چھ شرطیں ہیں۔ جو یہ ہیں:۔

صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ مرد ہو۔ قرات کرسکتا ہو۔ معذور نہ ہو۔ لہذا عورتوں کو مردوں کی امامت جائز نہیں ہے۔ البتہ عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں ہے۔ عورت عورتوں کی امام ہوسکتی ہے۔ اگر چہ یہ فعل مکروہ ہے۔

(عامہ کتب)

رنگدار لباس

لباس کے متعلق شریعت اسلامیہ نے کسی خاص رنگ کا تعین نہیں فرمایا۔ جس رنگ کا کپڑا پسند ہو پہننا جائز ہے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے سبز رنگ کا لباس ،سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا ہے۔ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تم جو چاہو پہنو، اور جو چاہو کھاؤ۔ جب تک دو باتیں نہ ہوں۔ اسراف اور تکبر۔ یعنی اسراف وتبذیر، فضول خرچی، اور تکبر سے پرہیز کرے۔ ہدایت فرمائی ہے ۔صاف ستھرے، اچھے اور عمدہ قسم کے کپڑے استعمال کرنا خواہ وہ کسی پاک چیز سے بنے ہوں جائز ہے۔ البتہ مرد کو ریشم پہننا ممنوع ہے اور مستورات کو جائز ہے۔ اسی طرح مستورات کو مردانہ وضع کے کپڑے پہننا اور مردوں کو زنانہ وضع قطع کے کپڑے استعمال کرنا ممنوع ہے، حدیث ابوداؤد میں حضور علیہ السلام نے اس مرد پر جو زنانہ وضع کے اور اس عورت پر جو مردانہ وضع قطع کے کپڑے استعمال کرتی ہے لعنت فرمائی

ہے۔ اسی طرح مردوں کو ازراہ تکبر وغرور شلوار سے نیچا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (بخاری)

اسی طرح مستورات کو ایسا باریک کپڑا پہن کر غیروں کے سامنے آنا ممنوع و گناہ ہے۔ جس سے جسم ظاہر ہو۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دینا چاہیئے۔ سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے (ابوداؤد)

نماز چاشت

اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے پہلے تک ہے۔ (یعنی نصف النہار شرعی تک) نماز چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جیسے نفل نماز پڑھی جاتی ہے۔ چاشت کے نوافل بھی اسی طرح پڑھے جائیں گے۔

پانی پینے کا طریقہ

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ نے پانی وغیرہ پینے کے جو آداب تعلیم فرمائے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ ا۔ ایک سانس میں پانی نہ پیو۔ جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ پیو۔ پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ جب پانی پی چکو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (ترمذی مسلم) کھڑے ہو کر پانی پینے یا پانی پیتے وقت گلاس میں سانس لینے اور پینے کی چیز پھونکنے سے بھی آپ نے ممانعت فرمائی ہے۔ یہ تمام ہدایات مستحب کے درجہ میں ہیں اور صحت کے لیے مفید۔۔۔۔البتہ زمزم شریف اور جس لوٹے سے وضو کیا اور پانی بچ گیا اسے کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور حضرت علی کرم وجہہ

الکریم نے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے بھی وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا۔

دکان ومکان، بینک کو کرایہ پر دینا

حدیث میں حضور علیہ السلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے گواہوں اور کاتبوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ اس بناء پر مکان یا دکان بنک کو کرایہ پر دینا یا بنک کا اشتہار اپنے اخبار و رسائل میں شائع کرنا جائز ہے یا نہیں نیز یہ فعل معصیت میں اعانت ہوگا اور گناہ کے کاموں میں معین ومددگار ہونا بھی گناہ ہے۔

جواب:۔ دکان ومکان کرایہ پر دینا جائز ہے۔ اب کرایہ لینے والا بنک کھولتا ہے یا سودی لین دین کرتا ہے تو یہ اس کا فعل ہے۔ مالکِ مکان تو اس نیت سے مکان یا دکان کرایہ پر نہیں دی۔ اسی طرح بنک کا وہ اشتہار جس میں سود اور ناجائز اُمور کا ذکر نہ ہو اپنے اخبار ورسائل میں شائع کرنا جائز ہے۔ مثلاً اس مضمون کا اشتہار کہ فلاں بنک میں روپیہ جمع کیجئے اور ہر عقل والا یہ جانتا ہے کہ جو رقم بنکوں میں کرنٹ حساب میں رکھی جاتی ہے بنک والے بہر حال اس سے سودی کاروبار کرتے ہیں اور بنک میں کرنٹ حساب رکھنا بلاشبہ بنک اور اس کے سودی کاروبار میں مدد اور اعانت کے مترادف ہے۔ یہ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی تقریباً تمام متقی اور علماء وفضلاء اور عوام بنک میں کرنٹ حساب کھولتے ہیں اور آج تک کسی عالم نے اس کی ممانعت کا فتویٰ نہیں دیا تو کہنا یہ ہے۔ تو جب بنک کرنٹ حساب کھولنا۔ جو کہ بنک کی واضح اور بنیادی اعانت کے مترادف ہے جائز ہے تو دکان ومکان بنک کو کرایہ پر کس دلیلِ شرعی سے

ناجائز ہوگا۔

جہیز ومہر پر پابندی

مہر پر پابندی لگانا شرعاً ناجائز ہے۔ طرفین جس قدر پر متفق ہو جائیں مقرر کر سکتے ہیں اور فی زمانہ جہیز پر قانوناً پابندی بھی ہے۔ اس پابندی کے حق میں اخبارات لکھتے بھی رہتے ہیں شرعاً جہیز پر پابندی لگانا کہ اتنا دو اتنا نہ دو غلط ہے۔ یہ قانونی پابندی جو لگائی گئی ہے۔ وہ بھی فضول اور ناقابلِ عمل ہے بلکہ موجودہ جہیز کا قانون ایک مضحکہ بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ اربابِ حکومت تک نے اس قانون کو قبول نہیں کیا۔ اخبارات میں اربابِ حکومت کی بیاہ شادیوں کے حالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ علی الاعلان بڑے بڑے حکام کی موجودگی میں جہیز کے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ ایسے بے اثر قانون کا فائدہ؟ بہر حال مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی ہے وہ اپنی بیٹی کو جس قدر چاہے جہیز دے۔ غریبی اور امیری کا تفاوت تو ایک فطری چیز ہے۔ غریب اپنی قوت کے مطابق اور امیر اپنی وسعت کے مطابق جہیز دیتا ہے۔ بعض ہنر مند بچیاں تو شادی کی عمر تک پہنچنے پر خود اپنی ہاتھ کی کمائی سے اچھا خاصا جہیز بنا لیتی ہیں۔ ان پر پابندی کا کیا جواز ہے؟

صَف میں نابالغ کا کھڑا ہونا

آٹھ نو سال کا بچہ جو نماز پڑھنا چاہتا ہو۔ اگر وہ مردوں کی جماعت میں کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر اس کی جگہ خود کھڑا ہو جانا سخت ظلم وجہالت ہے۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ صف

کے بائیں ہاتھ کھڑا ہو۔ علماء احناف تو اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑا ہونے کی صاف وصریح اجازت دیتے ہیں۔ درمختار میں ہے۔ ولو واحداً دخل الصّف نابالغ بچے مسجد میں آئیں نماز پڑھیں۔ اگرچہ مستحب طریقہ سے کھڑے نہ

ہوں تو اس پر سختی نہ کی جائے نہایت شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا جائے تاکہ انھیں مسجد اور نماز سے لگاؤ پیدا ہو۔ اس دَور میں سمجھ دار بچوں کا مسجد میں آکر نماز پڑھنا غنیمت ہے۔ انھیں اگر کسی مستحب بات کی تلقین کی جائے تو جارحانہ انداز اختیار نہ کیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ تبلیغی ومذہبی جلسوں میں بھی مستورات کی شمولیت کو فقہا منع کرتے ہیں۔ اگر چہ پردہ کا انتظام ہو۔ مگر اس کے باوجود صرف اس نیت اور مصلحت سے اس معاملہ میں مستورات پر کوئی عالم دین سختی نہیں کرتا کہ اگر ایسے خالص مذہبی تبلیغی اجتماعات میں شمولیت سے بھی انہیں روک دیا گیا تو تبلیغی کا دائرہ صرف مردوں تک ہی محدود ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم)

وضو میں مسح فرض ہے

وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ اگر بوقتِ وضو سر کا مسح کرنا بھول گیا ہے۔ تو ایسے وضو سے پڑھی گئی نماز نہ ہوگی۔ ایسے شخص کو چاہیئے کہ صرف سر کا مسح کر کے دوبارہ نماز پڑھ لے۔ دوبارہ مکمل وضو کرنا اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وضو میں ترتیب فرض نہیں ہے سنت ہے۔ البتہ سرے سے دوبارہ مکمل وضو کر کے نماز پڑھے تو یہ بہتر ہے۔ (درمختار)

بغیر وضو درود شریف پڑھنا

درود شریف قرآن نہیں ہے۔ اس لیے وضو بے وضو ہر حال میں درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ جنبی وحائض کو بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ البتہ باوضو درود شریف پڑھنا نور’‘ علی نور ہے۔ (درمختار)

قبر کے سامنے نماز پڑھنا

ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ قبر آگے ہو منع و ناجائز ہے اور اس فعل میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔ یہود ونصاریٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث میں حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا ہے۔ خدا کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ کو مساجد بنایا۔ اور قبورِ انبیاء کو مساجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کو بطور تعظیم سجدہ کیا جائے یا اسے قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھی جائے یا قبروں کو خدا سمجھ کر ان کی پرستش کی جائے۔ یہود ونصاریٰ کا یہی حال تھا اور ان کے اسی فعل پر حضور نبی کریم علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں علامہ عسقلانی علیہ الرحمہ نے یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

ماں باپ کا احترام

ماں باپ اگر خدانخواستہ بے عمل ہوں، گناہ کا ارتکاب کریں۔ حتیٰ کہ اگر وہ کافر ومشرک ہوں تو بھی اُن کا ادب واحترام لازم وواجب ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی ہے

البتہ والدین اگر کسی خلاف شرعی کام کو کہیں تو اُس میں اُن کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اُن سے ادب سے کہہ دیا جائے کہ یہ کام خلاف شرع ہے اس لیے اس کی تعمیل نہیں کرسکتے۔

آدابِ عرض

السلام علیکم کی جگہ جس قدر کلمات آجکل رواج پا گئے ہیں سب خلاف سنت ہیں۔ خدا حافظ یا فی امان اللہ کہنا جائز ہے مگر سلام کی جگہ یہ جملے کہنا خلاف سنت ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو السلام علیک کہے۔ دوسرے مسلمان کو سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ جوابِ سلام کے کلمات یہ ہیں۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اذان سے قبل نماز ادا کرلی

واضح ہو کہ ہر نماز کے لیے جدا وقت مقرر ہے اور ہر نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۔ اس لیے جو نماز اذان سے قبل ادا کی گئی ہے اگر وقت شروع ہو گیا تھا تو نماز درست قرار پائے گی اور وقت سے قبل نماز ادا کرلی تو یہ نماز درست نہ ہوگی اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

ایصالِ ثواب

بیشک نماز فرض ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہوتی۔ مثلاً زید عاقل بالغ ہے۔ اس کی جگہ بکر نماز ادا کرلے یہ درست نہیں ہے۔ مگر اپنے اعمالِ خیر، تلاوتِ قرآن مجید، درود شریف، کلمہ طیبہ۔ عبادات خواہ مالی ہوں یا بدنی، فرض ہو یا نفل، سب کا ثواب وفات شدہ مسلمانوں کو پہنچانا جائز ہے۔ اسی کو ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔ کتاب وسنت سے اس کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ صحابی رسول حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا۔ تو انہوں نے دربارِ نبوت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ پانی۔ حضرت سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی اس کے ایصالِ ثواب کے لیے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ مسلمان اپنے نیک اعمال کا ثواب وفات شدہ مسلمانوں کو بخش دیں تو انھیں اس کو ثواب پہنچتا ہے۔

روزہ توڑ دیا

فرضی روزہ رکھ کر بغیر عذر شرعی اُسے توڑنا سخت گناہ ہے اور ایسی صورت میں کفارہ بھی لازم ہے اور کفارہ یہ ہے کہ پے در پے ساٹھ روزہ رکھے۔ اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور اگر روزہ رکھا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑنے سے جان جانے کا خطرہ ہو یا بیماری کا بڑھ جانے کا قوی احتمال ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ البتہ جب تندرست ہو جائے تو اُس روزے کی قضاء لازم ہے اور چونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں لہذا مرض کی وجہ سے جس قدر روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی جلد قضاء کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (درمختار)

سود خور امام

اگر واقعی امام سود خود ہے یا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کا یہ گناہ پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے یعنی وہ فاسقِ معلن ہے تو ایسے امام کی اقتداء میں نماز مکروہِ تحریمہ ہوتی ہے۔

مستحق زکوٰۃ

اگر کوئی ایسا شخص ہے جو مالک نصاب نہیں ہے یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے اور نہ ہی اتنی رقم یا مالِ تجارت کا مالک ہے جو نصاب مذکورہ کے مطابق ہو تو ایسا شخص مستحقِ زکوٰۃ ہے۔ اگر ایک عدد بھینس کسی کی ملک میں ہے اور وہ بھینس تجارت کے لیے نہیں ہے اور بھینس کا مالک مالکِ نصاب نہیں ہے تو اسے زکوٰۃ وعشرہ دے سکتے ہیں۔

سجدۂ شکر

سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال مل گیا یا گمشدہ چیز مل گئی یا مریض نے شفاء پائی یا مسافر واپس آیا غرضکہ کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔ سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

ا۔ نماز عشاء کا وقت :۔

ا۔ نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے طلوع فجر تک ہے۔ اس عرصہ میں جب

بھی عشاء کی نماز پڑھی جائے، ہو جائے گی۔ عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل سونا مکروہ ہے تاہم اگر سو گیا اور کچھ دیر کے بعد اٹھ کر عشاء پڑھی، ہو گئی۔

ٹوپی گر پڑی

۲۔ نماز پڑھنے کے دوران اگر ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے۔ جب کہ عملِ کثیر کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو نہ اٹھائے اور اگر عاجزی وانکساری اور خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔ (درمختار)

ماں بہن کہہ دیا

اپنی بیوی کو ماں بہن کہنا واقع کے خلاف ہے۔ ایسا کہنے سے نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ کفارہ لازم آتا ہے۔ البتہ بیوی کو ماں بہن نہیں کہنا چاہیئے۔ علامہ شامی نے اس مسئلہ کی دلیل میں حدیثِ ابوداؤد کا ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخَيَّةُ فَكَرِهَ ذَالِكَ وَنَهٰى عَنْهُ

ترجمہ:۔ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ایک شخص کو اپنی بیوی کو اے بہن کہتے ہوئے سنا تو آپ نے اس جملہ کو مکروہ قرار دیا اور منع فرمایا۔ علامہ شامی کہتے ہیں۔ وَمَعْنَى النَّهْيِ قُرْبُهُ مِنْ لَفْظِ التَّشْبِيْهِ وَلَوْ لَا هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا مَكَّنَ اَنْ يُّقَالَ هُوَ ظِهَارٌ (شامی ج۲_۵۲۶) حتیٰ کہ جوہرہ نیرہ اور شامی میں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے اور شوہر یہ کہے کہ میں نے یہ جملے کہتے وقت کوئی نیت نہیں کی۔ بس یونہی کہہ دیئے ہیں۔ یا وہ یہ کہتا ہے۔ ان جملوں کے کہنے سے میری نیت یہ تھی کہ جیسے میری ماں معاشرہ میں عزت دار ہے۔ ایسے ہی میری بیوی بھی عزت دار ہے تو ان دونوں صورتوں میں نہ طلاق ہوگی اور نہ کفارہ لازم

آئے گا۔ اگر مذکورہ بالا جملے شوہر نے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق بائن واقع ہوگئی۔ تحریم کی نیت سے کہے ہیں تو ایلا ہے اور ظہار کی نیت سے کہے ہیں تو ظہار ہے۔

عدّت

اگر کسی عورت کو نکاح کے دوران بعد طلاق دیدی گئی۔ تو اگر دخول ہوگیا ہے یا خلوتِ صحیحہ ہوگئی ہے تو اس صورت میں عدت تین حیض ہے اگر عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور اگر نکاح کے بعد خلوت یا دخول نہ ہوا ہو اور پھر طلاق دیدی تو اس صورت میں سرے سے عدت نہیں ہے۔

عقیقہ

عقیقہ سنت ہے فرض و واجب نہیں ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہئیے۔ مستحب یہ ہے کہ لڑکے کے لیے دو بکرے اور لڑکی کے لیے ایک بکری ذبح کی جائے اور اسی دن بچہ کا نام بھی رکھا جائے اور اس کے سَر کے بال مونڈے جائیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ اپنے لیے رکھ لے۔ ایک حصہ عزیزوں میں تقسیم کردے اور ایک حصہ غرباء کو دیدے۔ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ عزیز و اقارب، امیر و غریب سب کو کھانا جائز ہے۔ عقیقہ کے جانور کی شرائط وہی ہیں جو عیدِ اضحیٰ کے جانور کی ہیں۔ (عالمگیری۔ ردمختار)

نماز میں نیابت جاری نہیں ہوسکتی

نماز خالص عبادتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہوسکتی۔ یعنی ایک

کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ زندگی میں کچھ مال بطور فدیہ ادا کردے اور فرض سے سبکدوش ہوجائے (درمختار) جو صاحب نیابت کے قائل ہیں یا نیابت کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ مسئلہ سے واقف نہیں ہیں اور اگر جان بوجھ کر ایسا کہتے ہیں تو سخت گمراہ ہیں۔ کوئی عالمِ دین ایسی کچی اور غلط بات کا۔۔۔۔ نہ عامل ہوسکتا ہے اور نہ ہی لوگوں کو اس کی تلقین کرسکتا ہے۔

نماز فرضِ عین ہے

ہر مکلف یعنی عاقل بالغ مرد عورت پر دن میں پانچ وقت کی نماز فرضِ عین ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور بلا عذرِ شرعی نماز کا ترک سخت و شدید گناہ ہے۔ نابالغ چونکہ مکلف نہیں اس لیے اس پر نہ نماز روزہ فرض ہے نہ حج اور زکوٰۃ۔ لیکن سمجھ دار بچے کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئیے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بچہ کی عمر سات برس کی ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر نماز پڑھوانا چاہئیے (ابوداؤد و ترمذی)

اَذان کا سُننا ضروری ہے

درِمختار اور عالمگیری میں یہ تصریح ہے کہ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جوابِ سلام اور تمام اشغال موقوف کردے۔ یہاں تک کہ قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف ہے اور اذان کی آواز آئے تو تلاوت بھی موقوف کردے اور اذان غور سے سُنے اور جواب دے۔ راستہ چل رہا ہے کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہوجائے۔ اذان سنے اور جواب دے دے۔

بارہ وقتوں میں نفل پڑھنا مکروہ ہے

بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک۔ (۲) نمازِ عصر سے سورج کے زرد ہونے تک۔ (۳) غروب آفتاب سے مغرب کے فرض تک۔ (۴) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرضِ جمعہ ختم ہونے تک۔ (۵) عین خطبہ جمعہ کے وقت۔ (۶) نمازِ عیدین سے پیشتر۔ (۷) نمازِ عیدین کے بعد۔ ان سات وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور طلوعِ آفتاب کے وقت اور غروبِ آفتاب کے وقت اور ضحوہ کبرٰی کے وقت تو کوئی نماز فرض، واجب، نفل حتیٰ کہ نمازِ جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی ممنوع ہے۔

اذان کی ابتداء کیسے ہوئی

بخاری شریف میں یہ تصریح ہے کہ جب مسلمان مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو ابتداء میں نماز کے لیے بلا اطلاع جمع ہو جایا کرتے تھے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما میں اس معاملہ میں گفتگو ہوئی۔ کسی نے کہا نماز کی اطلاع کے لیے ناقوس یا بگل بجادیا کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی مقرر کر دیا جائے۔ وہ لوگوں کو نماز کی اطلاع دیدیا کرے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ قم فناد با الصلوٰۃ۔ اے بلال اُٹھو اور نماز کے لئے لوگوں کو پکارو۔ تو ابتداء میں الصلوٰۃ جامعۃ کے الفاظ سے لوگوں کو نماز کی اطلاع دی جاتی تھی۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے تقریباً ۱۶ مہینہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی ہے۔ پھر جب کعبہ ابراہیمی قبلہ مقرر ہوا تو اذان کا حکم ہوا۔ اس بناء پر اذان

ہجرت کے دوسرے سال شروع ہوئی۔ سورہ مائدہ اور سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئیں۔ ان دونوں آیات میں اذا نودی اور واذا نادیتم الی الصلوٰۃ کے الفاظ ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اذان کی اصل و بنیاد قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی قول ہے اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان کے کلمات کے متعلق خواب دیکھا اور حضور ﷺ کو سنایا آپ نے فرمایا۔ ان هذه الرويا حق انشاء اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور بحضور نبوی ﷺ عرض کی۔ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا۔ الحمد للہ۔

اذان شعائرِ اسلام سے ہے۔ جمعہ اور نماز پنجگانہ جب مسجد میں جماعتِ مستحبہ کے ساتھ وقت میں پڑھی جائے تو ان کے لیے اذان کہنا سنت موکدہ ہے اور اس کا حکم مثلِ واجب کے ہے۔ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے مسجد میں بلا اذان و اقامت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

فرائض وضو و نواقص وضو

تنگی وقت کی وجہ سے وضو فرائض، سنن و مستحبات کو بیان کرنا مشکل ہے مجمل طور پر عرض کر دیتا ہوں۔ وضو میں چار فرض ہیں۔ اوّل منہ دھونا۔ یعنی شروع پیشانی سے جہاں سے بال جمنے کی انتہاء ہو۔ ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ دوسرا فرض کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا۔ تیسرا فرض چوتھائی سر کا مسح کرنا چوتھا فرض پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا کسی عضوء کے دھونے کے معنی یہ ہیں کہ اس عضو

کے ہر حصہ پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ پانی کو صرف تیل کی طرح چپڑ لینے یا عضو کو
بھگو لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے۔ اس طرح وضو درست نہ ہو
گا اور نماز بھی نہ ہوگی۔

نواقضِ وضو یہ ہیں

پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، کیڑا، پتھری، مرد وعورت کے آگے یا پیچھے نکلیں یا
ہوا خارج ہو یا آدمی سو جائے یا خون پیپ یا زرد پانی جسم کے کسی حصہ سے نکل کر بہے
میں ایسی جگہ پہنچ جانے کی صلاحیت ہو۔ جس جگہ کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو
ٹوٹ جائیگا۔ اسی طرح بیہوشی، جنون، غشی، اتنا نشہ ہونا کہ پاؤں لڑکھڑا جائیں تو بھی
وضو ٹوٹ جائے گا۔ نیز بالغ مرد یا عورت رکوع وسجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسیں
کہ ہنسی کی آواز آس پاس والے سن لیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ
جائے گا۔

نماز بھی پڑھتا ہے اور بُرے کام بھی کرتا ہے

اگر کوئی مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ ہے اور احکام شرع کا خیال رکھتا ہے تو یہ بات بہت
اچھی ہے اور اگر اس کے ساتھ خلاف شرع کام بھی کرتا ہے۔ تو یہ بُری بات ہے۔
مسئلہ یہ ہے اچھے اعمال کا ثواب ملے گا اور بُرے عملوں کی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا
دے گا۔ قیامت کے دن عدل وانصاف کے ساتھ اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی۔ کسی
نے اگر کوئی نیکی کی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس کا اجر عطا فرمائیگا۔ قرآنِ
مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

ترجمہ: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے۔ اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے،
اسے دیکھے گا۔

مطلب آیت یہ ہے کہ کسی مسلمان کی ذرہ بھر نیکی کا بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل
سے ثواب عطا فرمائے گا اور کسی کی ذرہ بھر نیکی بھی رائیگاں نہیں جائے گی۔

حج اور اجازت والدین

حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے اور منکر کافر ہے۔ عمر میں
ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ حج فرض ہو جانے کے بعد بلا عذر شرعی حج کرنے میں
تاخیر کرنا بھی گناہ ہے۔ حج فرض کے لیے ماں باپ نہ ہوں تو دادا دادی جب کہ وہ حج
کرنے والے کی خدمت کے محتاج ہوں اجازت لینا واجب ہے اور ان کی بلا اجازت
حج فرض کے لئے جانا مکروہ ہے اور حج نفل ہے تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔ وہ
اجازت دیں تو جائے ورنہ نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

ماں باپ کی اطاعت

والدین کا احترام واجلال، ان کی خوشنودی اور ان کی اطاعت واجب ہے
لیکن اطاعت حدودِ شریعت کے اندر ہوگی۔ اگر ماں باپ یا کوئی بزرگ خلافِ شرع
کام کرنے کو کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ والدین کے ساتھ
احسان کرنے اور ان کی تعظیم وتوقیر کی قرآنِ مجید میں بڑی تاکید آئی ہے۔ ارشاد باری
تعالیٰ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (عنکبوت ۔ ۷) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا فَلَا
تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ

مِنَ الرَّحْمَةِ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی ہے۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو ان سے ہوں۔ نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے

نفلی روزہ رکھا اور پھر توڑ دیا

نفلی روزہ رکھ لیا یا نفلی نماز شروع کردی اور پھر اس کو توڑ دیا۔ تو اس نفلی روزے اور نفلی نماز کی قضاء لازم و واجب ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے اس کا اتمام (پورا کرنا) واجب ہوتا ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ نے نفلی روزے رکھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک بکری بطورِ ہدیہ ہمیں دی گئی تو ہم نے روزہ افطار کرلیا اور بکری کا گوشت کھایا۔ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

صُوْمَا یَوْمًا مَکَانَه

ترجمہ: تم دونو اس روزہ کی جگہ ایک ایک روزہ رکھو۔ (احمد)

اسی طرح دار قطنی کی حدیث میں ہے کہ حضرت جویریہ نے نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تو حضور ﷺ نے انہیں قضا کا حکم دیا۔ نفلی روزہ رکھ کر نہ توڑنا اور اس کو پورا کرنا بہت اچھی بات ہے۔ تاہم اگر کسی نے نفلی روزہ رکھ کر کسی بھی وجہ سے توڑ دیا تو گنہگار نہ ہوگا مگر اس روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔ اور اس باب میں فقہاء احناف کا مسلک بہت قوی ہے۔ کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ نفل شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب نہیں بلکہ مستحب ہے وہ اور دیگر ائمہ اس امر پر متفق ہیں کہ نفلی حج

شروع کرنے سے اس کا اتمام واجب ہو جاتا ہے۔

لقاء الٰہی کا مطلب

بخاری شریف کی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَ مَلَائِکَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور لقاءِ الٰہی پر ایمان لاؤ۔ لقاءِ الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ قرآنِ مجید میں دیدار الٰہی کو مومن کے لیے ایک بڑی نعمت قرار دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا

ترجمہ: جو شخص آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کی تمنا رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

الغرض قیامت کے دن دیدار الٰہی کے حق ہونے پر ایمان لانا بھی ایک مسلمان کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا۔

حائضہ و جنبی کے احکام

حائضہ عورت اور نفاس والی کو نماز پڑھنا حرام ہے۔ اسی طرح روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے۔ البتہ پاک ہو جانے کے بعد روزہ کی قضاء واجب ہے۔ یعنی جتنے روزے ان ایام میں چھوٹے ہیں۔ ان کی قضاء کرے اور ان دنوں کی نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی لازم نہیں ہے۔ حائضہ اور نفاس والی عورت اور وہ مرد عورت جو جنبی ہوں یعنی ان پر نہانا فرض ہو۔ انہیں بحالت جنابت مسجد میں آنا، کعبہ کا طواف

کرنا، قرآن مجید کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا قرآن مجید کو ہاتھ لگانا یا کسی آیت کا ترجمہ لکھنا حرام وگناہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔

لَا یَقْرَءِ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ وَلَا النُّفَسَاءُ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْئًا

ترجمہ: حائضہ اور جنبی اور نفاس والی عورت قرآن مجید بالکل نہ پڑھے۔

اور قرآن مجید کو بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے۔ البتہ بے وضو شخص زبانی قرآن مجید پڑھ سکتا ہے۔ سورہ واقعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔

مسجد میں داخلہ کی دعا

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ۔ الٰہی تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل وکرم کا سوال کرتا ہوں۔

عید اضحیٰ کی قربانی واجب ہے

عید اضحیٰ کی قربانی ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد وعورت صاحب نصاب پر واجب ہے۔ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو یا اتنے روپوں کا مالک ہو جس سے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا خریدا جاسکے۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا چاندی مال تجارت اور نقد روپیہ تو نہیں ہے۔ لیکن اس کی ملک میں ایسی اشیاء ہیں۔ جو اس کی حاجت

اصلیہ سے زائد ہیں اور ان اشیاء کی قیمت نصاب جتنی ہے تو اس پر بھی عید اضحیٰ کی قربانی واجب ہے گو کہ زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ میاں بیوی اگر دونوں صاحب نصاب ہیں تو دونوں پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہے نیز قربانی کے وجوب کے لیے نصاب پر سال کا گذرنا شرط نہیں ہے۔ اگر کوئی عید اضحیٰ کے دن مالک نصاب ہو گیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

بُرے خواب آتے ہیں

خواب کے متعلق بخاری ومسلم کی احادیث میں حضور سرور عالم ﷺ کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے۔ ۱۔ اچھا خواب نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک ہے ۲۔ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے اور برا شیطان کی طرف سے (۳) جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا ۴۔ اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو بیان نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے فضل وکرم کی استدعا کرے ۵۔ جب تم میں کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ بائیں جانب تین بار تھوکے اور تین بار شیطان سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر سو رہا تھا اس کو بدل دے۔ ایسا کرنے سے برے خواب کے اثرات سے محفوظ ہو جائیگا۔ نیز سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنے سے شیطانی اثرات اور بُرے خواب وخیال سے آدمی محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ العزیز

ماہ رمضان کے روزے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

بخاری شریف کی حدیث میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ: جس نے رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ یعنی طلب ثواب کے لیے رکھے۔ان سب کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

شارحین حدیث کے گناہوں کی معافی کے متعلق متعدد قول ہیں۔اول یہ کہ سب پچھلے گناہ صغیرہ وکبیرہ خواہ ان کا تعلق حقوق العباد سے ہو یا حقوق اللہ سے معاف ہوجائیں گے۔بعض کا قول ہے صرف حقوق اللہ معاف ہوں گے۔حقوق العباد معاف نہ ہوں گے۔بعض یہ کہتے ہیں۔صغیرہ گناہ معاف ہوجائیں گے کبیرہ نہیں۔مگر بات یہ ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔رحمٰن ورحیم ہے۔اس کا فضل وکرم بڑا وسیع ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ اللہ خلوص روزہ رکھنے والے کے پچھلے گناہ خواہ وہ کسی نوعیت وکیفیت کے ہوں معاف فرمادے،اور حقوق العباد کے متعلق قیامت کے دن حقدار کے حق کا ثواب عظیم عطا فرماکر اسے راضی کردے۔

دعا ہر مسلمان کی قبول ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ میری نہیں سنتا،میری دعا قبول نہیں فرماتا۔ایسے جملے زبان پر نہیں لانے چاہئیں اور ہر حال میں اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی اُمید رکھنی چاہیئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر تو مایوس ہوسکتا ہے۔مگر مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ اس کے فضل وکرم سے مایوس ہوجائے۔دعا ہر مسلمان کی قبول ہوتی ہے۔حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیاء اور کرم والا ہے۔جب بندہ اس کے حضور مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ

اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ اَنْ یَّرُدَّ هُمَا صِفْرًا

ترجمہ: ان کو خالی واپس فرمادے۔(ترمذی وابوداؤد)

اور قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ: تم دعا کرو میں قبول فرماؤں گا۔

مسلم شریف کی حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔پراگندہ حال اور جسم اور کپڑوں پر گرد وغبار والا شخص آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے اے میرے رب اے میرے رب!

وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰالِکَ (مسلم)

ترجمہ: اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام کا ہے اور پینا بھی حرام کا۔اس کا لباس بھی حرام کی کمائی کا ہے اور حرام غذا سے اس کا نشو ونما ہوا ہے تو ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کو گلہ کرنے کی بجائے ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ ہم کہاں تک اس کے احکام کی تعمیل کررہے ہیں۔مگر اس کے باوجود اس کی کریمی کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔انسان کا علم ناقص ہے۔وہ نہیں جانتا کہ کیا چیز اس کے لیے بہتر ہے اور کیا چیز اس کے لیے فتنہ وزہر ہے۔بہت لوگ ایسے ہیں جن کے لیے علم،دولت اور حکومت نعمت ہے اور قرب خداوندی کا ذریعہ اور بہت ایسے بھی ہیں۔جن کے لیے یہی نعمتیں خدا سے دوری اور اس کے غضب کا سبب بن جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ حکیم ودانا ہے۔وہ دعا کرنے والے بندے کو محروم نہیں لوٹاتا کبھی تو اس کو وہی عطا فرمادیتا ہے۔جو دعا میں بندے نے مانگا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بندے نے جو مانگا ہے۔اس کے عطا کردینے میں

خیر و برکت ہے۔ بسا اوقات بندہ ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے لیے بہتر نہیں ہوتی یا اس کا عطا کرنا حکمتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔ اس صورت میں یہ دعا بندے کے لیے ذخیرۂ آخرت بنادی جاتی ہے اور دعا کے عوض آخرت کی بیش بہا نعمتوں سے نواز دیا جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندے پر کوئی آفت و مصیبت نازل ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کے نتیجے میں آنے والی مصیبت و بلا سے بندے کو محفوظ فرما دیتا ہے۔ غرضیکہ دُعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعا رائیگاں نہیں جاتی اور دُعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے مطابق مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی نہ کسی طرح اس کو ضرور نوازتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو حضور سرور انبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفےٰ ﷺ نے بڑی وضاحت سے حدیث مسندِ احمد بن حنبل میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ جو مومن بندۂ کوئی دعا کرتا ہے۔ جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور عطا فرماتا ہے۔

اِمَّا اَنْ یُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَ لَهٗ وَاِمَّا اَنْ یَدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ یَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذًا نُكْثِرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْثَرُ.

۱۔ جو بندے نے مانگا ہے وہی عطا فرما دیا جاتا ہے۔ ۲۔ اس دعا کو آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بنا دیا جاتا۔ ۳۔ یا آنے والی کوئی مصیبت یا تکلف اس دعا کی وجہ سے روک دی جاتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا (جب یہ بات ہے)
کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے عوض کچھ نہ کچھ ضرور عطا کیا جاتا ہے) تو ہم بہت زیادہ دعا کریں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے پاس اس سے

زیادہ ہے (مسند احمد)
یعنی خزانہ الٰہی غیر فانی ہے۔ اس کی وسعت انسان کی سرحدِ عقل سے باہر ہے۔ اگر دنیا کے تمام بندے ہر وقت اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور وہ ہر ایک کو عطا فرمانے کا فیصلہ فرما دے تو اس کے خزانہ میں کمی نہیں آسکتی ۔۔۔۔ نیز حدیث مستدرک وحاکم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو جس کی ایسی بہت سی دعائیں جو بظاہر دنیا میں قبول نہیں ہوئیں کا ثواب آخرت میں عطا فرمائے گا۔

یا لَیْتَهٗ لَمْ یُعَجَّلْ لَهٗ شَیٌٔ مِنْ دُعَائِهٖ (کنز العمال ج ۲ ص ۵۷)

ترجمہ:۔ تو وہ بندہ کہے گا۔ اے کاش میری کوئی بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی اور ہر دعا کا پھل مجھے یہیں (آخرت میں) ملتا۔

نیز قبولیت دعا کے آداب و شرائط ہیں۔ جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً دعا سے قبل اللہ کی حمد وثناء اور حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود پڑھنا اللہ تعالےٰ پر اعتماد و بھروسہ اس کی ذاتِ اقدس کی طرف رجوع عاجزی وانکساری اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی اُمید اور اس رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

مستحق زکوٰۃ

جو شخص مالکِ نصاب نہیں ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک نہیں ہے اور نہ ہی اتنی رقم یا مال تجارت کا مالک ہے جو نصاب مذکورہ کے مطابق ہو تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ اگر چہ وہ تندرست اور توانا ہو اور اپنے عمل سے ۔۔۔۔ کما کھا سکتا ہو (عالمگیری)

کیونکہ قرآنِ مجید نے زکوۃ کے سات مصارف بیان کیے ہیں اور یہ قید نہیں لگائی ہے کہ مستحقِ زکوۃ تندرست اور اپنے عمل سے کھا کما سکنے والا نہ ہو۔۔۔ بلکہ قرآن نے ابن سبیل مسافر کو بھی مستحقِ زکوۃ قرار دیا ہے اور مسافر مراد ہے۔ جس کے پاس بحالت سفر مال نہ رہا اگرچہ اس کے گھر میں مال ہو۔

یہودی اور عیسائی کا ذبیحہ

جو واقع میں صحیح معنوں میں اہلِ کتاب ہیں یعنی یہودی عیسائی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ بشرطیکہ وہ بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کریں اور یہودی عیسائی عورت سے مسلمان کو نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی حلال ہے۔ بشرطیکہ وہ پاک ہو اور کوئی نجس چیز کی اس میں آمیزش نہ ہو۔ موجودہ عیسائی ویہودی سوٴر کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اور شراب بھی پیتے ہیں اور پاکی، ناپاکی کا خیال نہیں رکھتے۔ ان کے ہاں پاک وناپاک کا وہ معیار نہیں ہے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔ اس لیے احتیاط بہتر ہے اور تحقیق کر لینی چاہئیے کہ انکی پکائی ہوئی چیز میں کسی نجاست کی آمیزش تو نہیں ہے۔ اسی طرح عیسائی کا ہاتھ اگر نجاستِ ظاہری سے پاک وصاف ہو اور وہ برتن کو ہاتھ لگا دے تو برتن ناپاک نہیں ہوگا (عالمگیری)

دس تولہ کی زکوۃ

اگر کسی مسلمان کے پاس صرف دس تولہ سونا ہے تو اس پر صرف نو تولہ سونے کی زکوۃ واجب ہے یعنی نو تولہ سونے کا چالیسواں حصہ 5 3/5 یعنی ۳ سہی پچپن ۵۵ بٹہ ایک ۱۰۰ سو رتی یا یوں کہہ لیجیے کہ تین سہی گیارہ بٹہ بیس رتی سونا زکوۃ دینا ہوگی۔ ایک تولہ سونا کی زکوۃ معاف ہے کیونکہ ایک تولہ 1 7/2 ساڑھے سات تولہ سونے کا

پانچوں حصہ نہیں ہے مگر یہ مسئلہ صرف اس صورت میں جب کہ صرف دس تولہ سونا ہی ہو اور اس کے علاوہ مالِ تجارت اور نقد روپیہ وغیرہ نہ ہو۔

فرض پڑھ لیے پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو نیت کیا کرے

اگر اپنی فرض نماز اکیلے پڑھ لی ہے، فرض نماز کھڑی ہوگئی تو اب نفل کی نیت سے نماز میں شامل ہوسکتا ہے اور یہ نماز نفلی قرار پائے گی۔ کیونکہ فرض اکیلا ادا کر چکا ہے۔ نیز نمازِ فجر کے بعد اور عصر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اگر فجر وعصر یا مغرب پڑھ لی ہے پھر نماز کھڑی ہوئی تو فجر وعصر یا مغرب کی نماز میں بہ نیت نفل شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فجر وعصر کے بعد نفل شروع نہیں۔ مغرب کی تین رکعت ہیں اور نفل تین رکعت پڑھنے درست نہیں ہیں۔ (عام کتب)

قرآن مجید میں وقف کی علامت

جہاں قرآن مجید میں وقف کی علامت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھر جاوٴ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں ہو وہاں پڑھنے والے کے عبارت ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو تو قف کی علامت جہاں ہو وہاں ٹھہرنا بہتر ومناسب ہے اور میم (م) وقفِ لازم کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا ضروری ولازمی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وقف لازم پر نہ ٹھہرا جائے تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اُردو میں یہ ہے کہ کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو۔ مت بیٹھو۔ اس عبارت میں اٹھنے کا حکم ہے اور بیٹھنے کی نہی ہے تو اٹھو پر وقف لازم ہے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو عبارت یوں ہو جائے گی۔ اٹھو مت بیٹھو۔ تو وقف نہ کرنے سے اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائیگا۔ اس لیے جہاں م کی علامت ہوتی ہے۔ وہاں وقف ٹھہرنا

ضروری ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ نماز کے صحیح و درست ہونے کے لیے چھ شرطیں طہارت ،سترِ عورت، استقبالِ قبلہ، نیت، وقت، تکبیر تحریمہ۔ اسی طرح نماز کے سات فرض ہیں تکبیر تحریمہ، قیام، قراتِ قرآن، رکوع، سجدہ، قعدہ آخیرہ اور ساتواں فرض خروج بصنعہ یعنی اپنے قصد و اختیار سے نماز سے باہر ہونا تو اگر نماز کے شرائط اور فرائض میں سے کوئی شرط یا فرض قصداً چھوٹ گیا۔ یا بھول کر تو ایسی صورت میں نماز نہ ہوگی اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ سجدہ سہو سے تلافی نہیں ہوگی ۔۔۔۔ اسی طرح نماز کے ۴۹ واجب ہیں۔ اگر واجباتِ نماز سے کوئی واجب بھول سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدہ سہو واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے سجدہ سہو کر لیا تو نماز درست ہو جائے گی اور اگر قصداً نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی اور سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے (عالمگیری)

نماز میں سورت ملانے کا طریقہ

تکبیر تحریمہ کہہ کر جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ۔۔۔۔ لَا اِلٰہَ غَیرُکَ تک پڑھے۔ پھر تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھے پھر تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے۔ پھر الحمد شریف پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے۔ اس کے بعد قرآن کی کوئی صورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت اتنی ہو کہ تین آیات کے برابر ہو نماز میں الحمد کے بعد کوئی سورت یا تین آیات یا ایک

آیت جو تین آیات کے برابر ہو پڑھنے سے نماز صحیح و درست ہو جائے گی کسی خاص سورت یا آیت کا پڑھنا ضروری و لازمی نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد باری ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ نماز میں قرآن سے جو تمہیں آسان ہو پڑھو۔ واضح ہوا کہ نماز میں مطلق قرآن کا پڑھنا فرض ہے اور الحمد شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ البتہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں اور آیتوں کو نماز پنجگانہ و نوافل میں پڑھا ہے۔ انھیں پڑھنا افضل و مستحب ہے۔

حافظہ کے لیے دعا

ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی سات مرتبہ پڑھ کر اپنے سر اور چہرہ پر دم کر لیا کریں۔ نیز سوتے وقت بھی آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ احادیث میں آیۃ الکرسی کے برکات و حسنات اور دینی و دنیوی فوائد و برکات کا ذکر موجود ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ

اگر کسی مسلمان کی ملک میں پانچ ہزار روپے ابتداء سال میں ہیں اور سال تمام ہونے پر کچھ مال اسی جنس سے بڑھ گیا۔ مثلاً دس ہزار ہو گئے تو زکوٰۃ دس ہزار کی دینی لازم ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہے۔ اگر شروع سال میں نصاب کامل ہے اور آخر میں بھی اور دوران سال رقم بڑھ گئی۔ جو رقم بڑھی ہے اگرچہ اس پر سال نہیں گزرا۔ لیکن زکوٰۃ مکمل رقم کی ادا کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری)

ولی کی تعریف

ولی کی تعریف خود قرآن مجید میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے

۔اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۔سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم (ولی وہ ہے) جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں (یونس ۶۲) اور سورہ انفال میں فرمایا۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔اللہ کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں تو قرآن مجید میں ولی کی تعریف بتائی گئی کہ ایک تو وہ ایمان دار صحیح العقیدہ ہوتے ہیں۔ دوسرے پرہیزگاری کو اختیار کرتے ہیں تو ولی وہ ہے جو شریعت اسلامیہ کو عملی طور پر اپنائے۔ عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کرے۔ طریقت شریعت سے علیحدہ نہیں ہے جو لوگ احکام شریعہ پر عمل نہیں کرتے یا شریعت اور طریقت کی خانہ ساز تعریف کر کے عمل سے کتراتے ہیں اور خلاف شرع زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ اگر آسمان پر بھی اُڑ کر دکھادیں تو بھی اللہ کے ولی نہیں ہو سکتے ولایت کے مرتبہ پر فائز ہونے کی پہلی شرط ایمان ہے۔ اور دوسری لازمی شرط شریعت اسلامیہ کے احکام کی پابندی اور تقویٰ پر عامل ہونا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کے لیے شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے، سخت گمراہ ہے۔

مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (بخاری) ترجمہ۔ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے۔ مظلوم کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔ خواہ مسلم ہو یا کافر اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مظلوم اگرچہ بدکار اور فاسق ہو، اس کی

بدکاری کا وبال اس کی ذات پر رہے گا مگر مظلوم کی دعا قبول ہی ہوگی۔ ظلم نہ مسلم پر جائز ہے۔ نہ کافر پر نہ اپنی جان پر حتیٰ کہ حیوانات و جمادات اور نباتات پر بھی ظلم جائز نہیں البتہ ظلم کی کیفیت و نوعیت مختلف ہوتی ہے۔

روضہ اقدس کی زیارت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ

(بیہقی۔ طبرانی)

ترجمہ: جس نے حج کیا پھر میری قبر مبارک کی میرے وصال کے بعد زیارت کی تو وہ (زیارت کی سعادت حاصل کرتے ہیں) انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ (دار قطنی، بیہقی)

ترجمہ: جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۳۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں مسلسل پڑھیں ایک بھی نماز فوت ہوتی تو اس کے لیے دوزخ اور ہر عذاب اور نفاق سے نجات اور برات لکھ دی جائے گی۔

غسل کے بعد وضو

اگر مکمل غسل کر لیا ہے تو وضو بھی ہوگیا۔ اب نماز کے لیے جدید وضو کی

ضرورت نہیں ہے۔البتہ غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل سے قبل وضو کرے۔اور غسل کے بعد تازہ وضو کرلینا نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہے۔

نماز اور جاندار کی تصویر

جاندار کی تصویر۔اگر نمازی کے سر پر یعنی چھت پر بنی ہوئی ہو یا معلق ہو یا نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں ہو یا محل سجود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ تحریمہ ہوگی اور اسے دوبارہ ایسی جگہ پڑھنا ضروری ہوگا۔جہاں وہ چیز نہ ہو جس نے نماز میں کراہت پیدا کی۔نمازی کے پس پشت اگر تصویر ہے تو یہ بھی کراہت پیدا کرتی ہے۔مگر خفیف کراہت۔لہذا نماز ایسے کمرے میں پڑھنی چاہیے جہاں نمازی کے سامنے دائیں بائیں اوپر اور سجدہ کی جگہ پر کسی جاندار کی تصویر نہ ہو۔واضح ہو کہ تصویر خواہ پرنٹ ہو یا ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا فوٹو ہو یا دیوار پر منقش ہو ان سب کا حکم وہی ہے جو بیان ہوا اور غیر جاندار کی تصویر یا فوٹو نماز میں کراہت پیدا نہیں کرتے۔جیسے مکانات،عمارات،مقابر،مساجد،درخت،زمین وآسمان،باغ وغیرہ کے فوٹو۔اسی طرح تصویر والے نوٹ،سکے،پاسپورٹ،شناختی کارڈ۔اگر نمازی کی جیب یا بٹوہ میں چھپے ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں نماز میں کراہت پیدا نہ ہوگی۔
(عالمگیری۔درمختار وعام کتب فقہ)

نماز نہ پڑھنا اور جمعہ پڑھنا

بلا عذرِ شرعی نماز کا ترک کرنا سخت وشدید گناہ ہے۔پانچ وقت کی نماز بھی فرض ہے اور جمعہ بھی۔اس لیے نماز میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔تارکِ نماز کا جمعہ صحیح ودرست ہے۔رہا قبولیت کا سوال تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی سے یہی اُمید رکھنی چاہیے

کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے اور شکور بھی اور اس کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اچھے ظن رکھنے کی حضور علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے۔

لیلیٰ مجنوں

لیلیٰ مجنوں کی جو کہانی جس کیفیت ونوعیت کے ساتھ قصہ کہانیوں کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے؟ البتہ حضرت مجنوں کے وجود سے انکار مشکل ہے بلکہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا یہ قول علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت مجنوں بن عامر اولیاء اللہ سے تھے۔عشق لیلے کو پردہ بنا رکھا تھا۔زرقانی کی عربی عبارت یوں ہے۔اِنَّ مَجْنُوْنَ بنِ عَامِرٍ کَانَ مِنْ اَحِبَّاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَتَرَ شَانَہٗ بِمَجْنُوْنَہٗ بِلَیْلٰی اور علامہ زرقانی نے یہ بات ابن قیم کی کتاب روضۃ العاشق سے نقل کی ہے۔واللہ اعلم

بدھ کے روز ناخن کترانا

بدھ کے روز ناخن کٹوانے کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے اگرچہ محدثین نے اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔مگر علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی علیہ الرحمہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ ایک عالم نے بدھ کے روز ناخن کٹوائے۔کسی نے بربنائے حدیث منع کیا۔انھوں نے کہا حدیث صحیح نہیں۔فوراً برص میں مبتلا ہو گئے۔شب کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔بحضور نبوی ﷺ اپنے حال کی شکایت کی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ ہم نے اس سے منع فرمایا ہے۔عرض کی

میرے نزدیک حدیث صحت کو نہ پہنچی ۔فرمایا تمہیں اتنا کافی تھا۔ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی ۔ یہ فرما کر حضور نبی کریم علیہ السلام نے ان کے بدن پر ہاتھ لگایا۔فوراً اچھے ہو گئے ۔اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔اس بناء پر بدھ کے روز حجامت نہ بنوائی جائے تو اچھا ہے۔

طوطا مینا کبوتر وغیرہ پالنا

گھریلو جانور جیسے مرغی، خرگوش، کبوتر، گائے، بھینس، بکری، دنبہ وغیرہ پالنا تو بلا شبہ جائز ہے ۔اس طرح جنگلی جانور، مور، مینا، طوطا، بلبل، ہرن، بلی، شیر، نیولہ ایسے جانور پالنا بھی جائز ہے ۔بشرطیکہ ان کے دانہ پانی کا خیال رکھا جائے ۔اسی طرح شکرا و باز پالنا بھی جائز ہے اور ان سے شکار کرانا، ان کا شکار کیے ہوئے جانور کو کھانا بھی جائز ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
ماعلمتم من الجوارح البتہ شکار غرض صحیح کے لیے کرنا چاہیئے ۔کبوتر دل بہلانے کے لیے پالنا جائز ہیں ۔لیکن انہیں بھوکا رکھنا یا ان کے ذریعے کسی دوسرے کبوتر کو پکڑنا یا کبوتر و میں اتنا انہماک کہ فرائض میں خلل ہو ممنوع ہے۔

پائنچوں کا ٹخنوں سے رکھنا

اگر براہ تکبر و غرور ہو تو بے شک ممنوع اور گناہ ہے اور حدیث میں وعید بھی اسی پر آئی ہے اور اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو بلا شبہ جائز ہے ۔جیسا کہ آج کل سستی کاہلی یا فیشن یا رسم و رواج کی وجہ سے رکھتے ہیں ۔ٹخنوں سے پائنچے نیچے رکھ کر نماز پڑھی بلا کراہت جائز و درست ہے ۔یہ مسئلہ عوام نے اپنے جی سے بنالیا ہے کہ بوقت نماز پائنچہ ٹخنہ سے اونچا کر کے نماز پڑھتے ہیں ۔پائنچہ کا ٹخنہ سے اونچا ہونا صحت نماز کے لیے شرط نہیں

ہے ۔اعلیٰ حضرت بریلوی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہما الرحمہ نے بھی یہ تصریح کی ہے کہ اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو جائز ہے ۔اس مسئلہ کو یوں سمجھ لیجئے کہ پختہ خوبصورت عالیشان کئی منزلوں پر مشتمل مکان اپنے رہنے کے لیے بنانا اگر تکبر و عجب اور غرور کی نیت سے ہو تو ممنوع و گناہ ہے اور تفاخر و تکبر کی نیت سے نہ ہو تو (مباح) جائز ہے اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس کا مضمون یہ ہے کہ جب کوئی سات گز سے زیادہ دیوار اٹھاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے منافق کہاں تک بلند کرے گا۔اس حدیث کا محمل یہی ہے کہ جو شخص عجب، تکبر و غرور اور تفاخر کے لیے عالیشان مکان بناتا ہے ۔اس کے لیے یہ وعید ہے اور اگر تکبر و تفاخر کی نیت نہ ہو تو جائز ہے۔
تمام شارحین حدیث نے اس سلسلہ کی حدیث کا وہی مطلب لیا ہے جو ہم نے اوپر مختصر بیان کیا ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ جلد دہم ۔۹۹ پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ پائنچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہِ عجب و تکبر ہے تو قطعاً ممنوع و حرام ہے اور اس پر وعیدِ شدید وارد اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر حدیث مردوں کو بھی جائز ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری آزار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے ۔فرمایا تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا براہِ تکبر کرتا ہے۔ بالجملہ اسبال اگر براہِ عجب و تکبر ہے تو حرام ہے ورنہ مکروہ اور خلافِ اولیٰ نہ حرام و مستحقِ وعید مگر علماء درصورتِ عدمِ تکبر حکم کراہتِ تنزیہی دیتے ہیں (فتاویٰ رضویہ) اور فقہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ مکروہِ تنزیہی فعل جائز ہوتا ہے ۔اس کو حرام و مکروہِ تحریمہ قرار دینا انتہائی جہالت ہے۔

مرد کو ریشمی رومال اِستعمال کرنا جائز ہے

ریشم کا بنا ہوا رومال مستورات کے لیے تو بلا شبہ جائز ہے جیسے ریشمی کپڑے وغیرہ کا پہننا انہیں جائز ہے۔ رہی یہ بات کہ مرد کے لیے ریشم کا رومال استعمال کرنا، ہاتھ میں لینا، جیب میں رکھنا، اس سے مُنہ پونچھنا تو یہ بھی جائز ہے بلکہ سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق تو بلا شبہ جائز ہے کیونکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی تحقیق یہ ہے کہ صرف پہننا ریشم کا مرد کے لیے ممنوع ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جو استعمال کے طریقے ہیں وہ جائز ہیں۔ البتہ ریشمی کو کندھے پر ڈالنے کے جائز و ناجائز قرار دینے میں تردد ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر رومال کو کندھے پر ڈالنا پہننا قرار پائے تو ممنوع ہے اور اگر پہننا نہ قرار پائے تو جائز ہے۔ بہر حال حتمی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔ ظاہری یہی ہے رومال کندھے پر ڈالنا پہننا (لباس) نہیں اس لیے جائز ہونا چاہیے۔

عالیشان اور بلند عمارتوں اور کوٹھیوں کا بنانا جائز ہے

ایک رسالہ میں بلند عمارتوں اور کوٹھیوں کے متعلق متعدد احادیثِ اور اقوالِ صلحا ذکر کی گئی ہیں۔ پھر ان احادیثِ اور اقوال سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ بلند بالا کوٹھیوں کے بنانے والے عاقبت نا اندیش، موت وقبر سے بے خبر، فضول خرچی، عیاشی کی جوابدی وآخرت کی باز پرس سے بے خوف ہیں۔ آسمان تک بلند عمارت بنانے والو! کیا دُنیا سے جاتی دفعہ سر پر اُٹھا کر لے جاؤ گے۔ کیا جواب جُرم دو گے تم خدا کے سامنے وغیرہ وغیرہ۔

مضمون میں احادیثِ مُبارکہ اور اقوال صحابہ وصلحا کا ذکر ہے۔ ان کا محل صرف اور صرف وہ صورت ہے جب کہ رہنے کے لیے عالیشان مکان، کوٹھیاں، باغ

باغیچے، پختہ اور سر بفلک عمارتیں، عجب تکبر وغرور یا کسی غریب مسلمان کے کچے اور معمولی مکان کے مقابلہ میں اپنے ترفع اور اس کو ذلیل ورُسوا کرنے یا سمجھنے یا کسی غرض مذموم کی نیت سے بنایا جائے۔ تمام شارحین وائمہ دین نے اس مضمون کی احادیث واقوال کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ جسے مضمون نگار نے واضح طور پر بیان نہیں کیا۔ رہا صحتِ نیت کے ساتھ اپنی رہائش اور سہولت کے لیے عمدہ سے عمدہ مکان بنانا، اس کی زیب وزینت کرنا اور آرام کے سامان مہیا کرنا اور نعمت کے اظہار کے لیے نمائش وآرائش کرنا جائز ومباح ہے۔ فضول خرچی، جرم یا عیاشی ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اس قسم کے مسائل کے بیان واظہار میں یہ ضروری ہے کہ واضح طور پر تصویر کے دونوں رُخ عوام کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ جائز وناجائز دونوں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیے جانے از روائے شرح لازم وملزم ہیں۔ اس کی وضح مثال یہ ہے کہ عمدہ قیمتی کپڑے پہننا جائز ومباح ہے۔ مگر تکبر وغرور کی نیت سے عمدہ لباس پہننا حرام وگناہ ہے۔ اب کوئی شخص اس مسئلہ کو بیان کرتے وقت صرف تصویر کا ایک ہی رُخ پیش کردے اور دوسرے رُخ کو نہ دکھائے تو ایسا کرنا از روئے کے شریعت حرام ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ وغیرہ میں فرماتے ہیں۔ ا۔ عماراتِ خیر میں جب کے نیتِ خیر بروجہ خیر ہو محمود ہے اور اپنے سکونت وغیرہا کے مکانات میں اگر بحاجت ہو تو مباح اور بہ نیتِ تفاخر بالدنیا تو حرام تطاول فی البنیان علامتِ قیامت سے ہے۔ یہی محل ہے اس حدیث کا کہ جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ اٹھاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے۔ اے منافق کہاں تک بلند کرے گا۔ ۲۔ ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا کوئی اور غرضِ مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت

سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں۔اس کی بات جدا ہے۔ یہ قید ہر جگہ ملحوظِ خاطر رہنی چاہیئے کہ سارا مدار نیت پر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ۳۴۳ ج دہم)

نیت

صحت نماز کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، وقت، نیت، تکبیر تحریمہ، نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔زبان سے نیت کے الفاظ کو کہہ لینا مستحب ہے۔نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کہ کونسی نماز پڑھ رہے ہو تو بلا تکلف وتامل بتادے کہ فجر کی یا ظہر کی یا عصر کی نماز پڑھ رہا ہوں۔احوط یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتے وقت نیت حاضر ہو یعنی یہ نیت ہو کہ فجر کی یا ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں۔

نماز عشاء کی کل رکعتیں

عشاء کی کل سترہ رکعتیں ہیں۔چار فرض عشاء کے اس کے بعد دو رکعت سنت موکدہ، اس کے بعد تین رکعت وتر۔یہ نو رکعتیں ہوئیں جن کا پڑھنا ضروری ہے عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت اور بعد میں چار رکعت نوافل یہ غیر موکدہ ہیں اگر پڑھ لے تو باعث اجر وثواب ہے نہ پڑھے تو حرج نہیں۔

نماز تراویح بیس رکعت ہیں

ہر غیر معذور مسلمان مرد وعورت کے لیے تراویح سنت ہے۔مستورات گھر میں پڑھیں اور مردوں کے لیے مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے، جمہور علماء اور ائمہ اربعہ امام شافعی، مالک، احمد بن حنبل اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب

یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں اور یہ ہی احادیث سے ثابت ہے بیہقی نے بسند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ لوگ حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

بالغ اپنے نفس کا مختار ہے

اگرچہ بالغ وعورت کو شریعت کی طرف سے اجازت واختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی پسند کی شادی کرلیں۔تاہم ماں باپ کی رضا مندی سے شادی کرنے میں برکت بھی ہے اور ثواب بھی۔

امام کو حدث ہو تو خلیفہ بنا سکتا ہے

اگر امام کا وضو جاتا رہے تو امام ناک بند کرکے پیٹھ جھکا کر پیچھے پلٹے اور اشارہ سے کسی مقتدی کو خلیفہ بنادے۔خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔ناک بند کرنے کی ہدایت اس لیے ہے کہ لوگ یہ گمان کریں کہ امام کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے لیکن خلیفہ بنانے کے لیے تیرہ شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔اگر ایک شرط بھی معدوم ہو تو استخلاف صحیح نہیں ہے۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ سرے سے دوبارہ نماز پڑھ لی جائے تا کہ کسی قسم کا الجھاؤ نہ رہے۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت خضر ولقمان

خضر خ کے زبر اور ضاد کے ساتھ آپ کا لقب ہے نام میں اختلاف ہے بلیا یا، ایلیا خضروں۔ آپ بنی اسرائیل سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ نبی ہیں اور صاحب وحی ہیں۔ قرآن مجید میں آپ کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ رحمت سے نبوت مراد ہے۔ اکثر علماء واہل عرفان اس پر متفق ہیں کہ آپ زندہ ہیں اور یہ ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندے کو اتنی طویل عمر عطا فرمادے۔ امام بخاری، ابن مبارک، ابن الجوزی وغیرہ علماء کی ایک جماعت حیات خضر کی قائل نہیں ہے۔

شارح بخاری علامہ عینی نے ج ۱ ۴۴۷ پر لکھا ہے۔

اس طرح حضرت لقمان علی نبینا علیہ السلام کی نبوت میں بھی اختلاف ہے اکثر علماء کی رائے یہ ہے۔ آپ حکیم تھے۔ نبی نہ تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ مقاتل کا قول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے۔ واقدی نے کہا کہ آپ بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔ ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ قطعی الدلالت، قطعی الثبوت، دلیلِ شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ان دونوں حضرات کے نبی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے نہیں ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں زیادہ غور وفکر نہیں کرنا چاہیے۔

ناپاک گھی پاک کرنے کا طریقہ

گھی میں اگر کتا منہ ڈال جائے تو اگر جما ہوا گھی ہے جیسے سردیوں میں جم

جاتا ہے تو اتنا گھی جہاں کتے کے مُنہ ڈالنے کے نشان ہیں۔ علیحدہ کردیں۔ باقی کو استعمال کریں۔ اگر گھی پتلا ہے۔ جس برتن میں وہ گھی ہے اس برتن میں پاک گھی اتنا ڈالیں کہ گھی برتن سے اُبل جائے۔ اسطرح کرنے سے جو گھی اُبل کر باہر آگیا ہے وہ تو ناپاک ہے اور باقی جو برتن میں رہ گیا ہے پاک ہوجائے گا۔

حرام جانور کی کھال کا حکم

حرام جانور کی کھال دباغت یعنی رنگنے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے اور رنگنے کے بعد بیچنا جائز ہے۔ حضور سرورِ عالم نُور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کُلُّ اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ ہر کھال رنگنے کے بعد پاک ہوجاتی ہے۔ مگر خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی۔ قرآنِ مجید میں فرمایا فَاِنَّهٗ رِجْس یعنی خنزیر کے تمام اجزاء گوشت، کھال، ہڈی اور بال وغیرہ سب ناپاک نجس العین ہیں اس کی خرید وفروخت اور اس کے کسی جُز کا استعمال حرام وناجائز ہے۔ اسی طرح جانور خواہ حلال ہی ہو اگر وہ طبعی موت مَر جائے یا قصداً بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح نہ کیا جائے یا پتھر سے مار دیا جائے یا اس کا گلہ گھونٹ دیا جائے یا کوئی جانور اس کی جان لے لے تو یہ بھی مُردار ہے۔ اس کی کھال کو بھی دباغت سے پہلے بیچنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح کسی بھی جانور کا بہتا ہوا خون جسے قرآن نے دمِ مسفُوح کہا ہے نجس ہے اور خون کی خرید وفروخت بھی ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح مُردار جانور کی چربی بھی ناپاک ہے اور اس کی خرید وفروخت ممنوع ہے۔

حُقّہ سگریٹ پینا

حُقہ سگریٹ پینا یا پان میں تمباکو کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ حواس معطل نہ ہوں

حقہ سگریٹ پینے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔لہٰذا تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، درود ووظائف اور نماز پڑھتے پڑھانے وقت منہ کو خوب اچھی طرح صاف کر لینا ضروری ہے۔تاکہ منہ میں بدبو نہ رہے ویسے تمباکو نوشی صحت کے لیے سخت مضر ہے اس عادت کو ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اِسلام میں وکالت کا تصور

وکیل ایک ہوں یا دو۔مسئلہ یہ ہے کہ جھوٹی بات کو سچی یا سچی کو جھوٹی ثابت کرنے کی کوشش کرنا حرام وگناہ ہے۔ہر مسلمان کو مظلوم کی مدد کرنی چاہیئے اور حق کا ساتھ دینا چاہیئے۔

غروبِ آفتاب کے وقت پانی پینا:۔

غروبِ آفتاب کے وقت کھانا پینا جائز ہے۔عوام میں یہ غلط مشہور ہو گیا ہے بوقتِ غروب کھانا پینا نہیں چاہیئے۔شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔اسی طرح گھڑے پر ہاتھ رکھ کر پانی پیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔البتہ مستحب یہ ہے کہ پانی بسم اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے تین سانس میں پیا جائے۔پانی کو چُوس کر پیئے۔غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے۔جب پانی پی چکے تو الحمد للہ کہیئے۔وضو کا بچا ہوا پانی اور آبِ زم زم کھڑے ہو کر پیا جائے۔باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر پینا چاہیئے۔

بحالتِ روزہ سُرمہ لگانا جائز ہے

روزہ کی حالت میں سُرمہ لگانے، سر یا بدن پر تیل ملنے، مسواک کرنے، خوشبو، عطر یا پھول سونگنے سے نہ روزہ فاسد ہوتا ہے اور نہ ہی روزہ میں کراہت پیدا ہو

تی ہے۔کان میں یا ناک میں دوا یا تیل ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔اسی طرح اگر بتی سُلگ رہی تھی اور چیز جل رہی تھی اور اس کے دھوئیں کو قصداً ناک میں کھینچا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا کرنی لازمی ہو گی۔

سحری اور بحالتِ جنابت روزہ کی نیت کرنا:۔

سحری کے وقت اُٹھا اور غُسل فرض تھا تو بہتر یہی ہے کہ پہلے غسل کر لے پھر سحری کھائے اور اگر وقت تنگ ہے کہ صرف سحری کھا سکتا ہے اور غسل کرے گا تو سحری کا وقت ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں سحری کھا لی۔روزہ درست قرار پائے گا۔یعنی بحالتِ جنابت روزہ کی نیت کر لی تو روزہ درست ہے۔سحری کھا کر سویا یا دن میں سویا اور غسل فرض ہو گیا تو روزہ میں کچھ فساد نہیں آئیگا لیکن غسلِ فرض جلد کر لینا چاہیئے۔

مبلغ کو خود بھی عمل کر لینا چاہیئے

احکامِ شرعیہ کی تبلیغ کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ خود بھی عمل کرے۔اگر وہ خود شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کرتا تو گنہگار ہے۔لیکن ایسا شخص جو مسئلہ شرعی بتا رہا ہے۔اگر وہ صحیح و درست ہے تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔کیونکہ اس کی بدعملی ہمیں عمل سے نہیں روکتی۔

قضاء نماز کے مسائل

بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا سخت گناہ ہے۔لازم ہے کہ اس کی قضا کرے اور سچے دل سے توبہ کرے قضاء کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔عمر میں جب بھی پڑھے گا۔بری الذمہ ہو جائے گا۔نماز عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے مگر عصر کی نماز کے بعد بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔صرف طلوع وغروبِ آفتاب اور زوال کے وقت

کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر نماز قضاء ہو جائے تو جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ فجر کی نماز قضا ہوگئی اور وقت کی گنجائش ہے تو پہلے فجر پڑھے پھر وقتی نماز یعنی ظہر پڑھے اور اگر وقت میں گنجائش نہیں ہے تو فجر کی نماز کے بعد بھی قضا کرسکتا ہے۔

روزہ کا احترام

رمضان المبارک کا احترام ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے جو شخص بلا عذر شرعی روزہ نہیں رکھتا اسے روزہ دار سے کھانے پینے کی اشیاء منگوانا یا ایسے شخص کے لیے کھانے پینے کی اشیاء مہیا کرنا ممنوع اور گناہ ہے۔ ہاں اگر مجبوری ہے مثلاً ملازم ہے اگر نہ لائے گا تو ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو ایسی صورت میں لانے والا گنہگار نہ ہوگا۔ تاہم روزہ خور کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لا کر دینے سے روزہ میں کوئی فساد پیدا نہ ہوگا۔

شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھنا

اگر اچانک بلاقصد و ارادہ کسی لڑکی پر نظر پڑ گئی اور اسکے ساتھ شادی کرنے کا خیال پیدا ہو گیا تو یہ گناہ نہیں ہے۔ حسب دستور نکاح کا پیغام دے کر شادی کی جا سکتی ہے۔ اس طرح جس لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اسے دور سے صرف ایک نظر دیکھ لینا بھی جائز ہے۔ احمد و نسائی کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُنْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئاً

ترجمہ: تم اس عورت کو ایک نظر دیکھ لو انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی

ہے۔

نیز ابن ماجہ کی حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں کسی عورت کے ساتھ نکاح کا خیال ڈال دے تو اس کو جائز ہے کہ فَلاَ بَاسَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا عورت کو ایک نظر دیکھ لے۔ واضح ہو کہ ایک نظر ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو دیکھ لے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نکاح سے قبل ہی میل جول ملاقات، سیر و تفریح یا تنہائی میں ملاقاتیں کی جائیں۔ ایسا کرنا سخت گناہ و حرام ہے۔ ہمارے معاشرہ میں لڑکے کا لڑکی کو ایک نظر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا جاتا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی عزیز عورتوں کے ذریعے لڑکی کے متعلق معلومات حاصل کر لی جائیں۔

کافرہ سے نکاح

مسلمان کا نکاح مجوسیہ، ستارہ پرست آفتاب پرست کافرہ یا مشرکہ عورت سے نہیں ہو سکتا۔ اگر نکاح کر لیا تو باطل محض ہے۔ ہاں اگر مشرکہ صدق دل سے اسلام قبول کر لے تو پھر اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ البتہ صحیح معنوں میں جو عورت کتابیہ یعنی نصرانی یا یہودی ہے۔ اس سے نکاح جائز ہے۔ مگر بہتر و افضل اور مناسب ہرگز نہیں ہے۔ خصوصاً آج کے دور میں نصرانی اور یہودی کے متعلق یہ صحیح طور پر معلوم ہونا مشکل ہے کہ واقعی وہ صحیح معنوں میں یہودی یا عیسائی ہے؟ آجکل کہلانے والے عموماً دہریہ اور کمیونسٹ لادین ہیں۔ خصوصاً اس دور میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنے میں بہت سے مفاسد اور قبائح ہیں۔ مصری مسلمانوں کی یہودی بیویوں

ہی نے مصری حکومت کے راز اسرائیلی حکومت تک پہنچائے تھے۔ نیز عیسائی یا یہودی عورت چونکہ اپنے مذہب پر قائم رہے گی۔ اس لیے بچوں پر اس کے سیرت و کردار کا بُرا اثر پڑے گا۔ لہذا ایک مسلمان کو نیک پارسا مسلمان عورت ہی سے نکاح کرنا چاہیئے اس سلسلہ ہمیں یہ امر قابل ذکر ہے۔ گو کہ مسلمان مرد کا نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح درست ہے مگر مسلمان عورت کا کافر، مشرک، یہودی، نصرانی، ہندو، سکھ اور مرتد سے نکاح باطل محض حرام ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ معاذ اللہ اگر کسی مسلمان عورت نے بالفرض کسی کافر، مشرک یا مرتد سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح نہیں زناء خالص ہے اور اولاد حرامی۔

جمعہ فرض عین ہے

جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے بھی زیادہ موکد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ

ترجمہ: اے ایمان والو، جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو۔

جمعہ کی فرضیت میں شک نہیں کرنا چاہیئے ۔ جمعہ کی فرضیت کا منکر کافر ہے دو رکعت فرض نماز جمعہ کی نیت کرنی چاہیئے ۔ احادیث میں جمعہ کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے جمعہ اللہ کے نزدیک عید الاضحے اور عید الفطر سے اعظم و اکرم ہے۔ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے

کہ اگر اللہ کا بندہ اسے پالے اور بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے (ابن ماجہ) جس مسلمان کا انتقال جمعہ کے دن ہو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا اجر عطا فرمائے گا اور عذاب قبر سے بچالے گا۔ بلا وجہ شرعی جمعہ کے ترک پر احادیث میں سخت و شدید وعیدیں آئی ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے جمعہ چھوڑنے والوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر کردے گا۔ پھر وہ غافلین میں ہو جائیں گے (مسلم) جو شخص تین جمعے بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے۔ احتیاط الظہر کا مسئلہ تفصیل طلب ہے۔ عام لوگ جو اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ جمعہ کو فرض سمجھ کر پڑھیں اور احتیاط الظہر نہ پڑھیں اور جمعہ کی فرضیت میں ذرا بھی شک نہ کریں۔

حرام اور حلال جانور ضابطہ

حرام جانوروں کے متعلق حضور سرورِ انبیاء حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ جو درندے کچلیوں، نوکیلے دانتوں سے شکار کرتے ہیں، جیسے بلی، کتا، بھیڑیا، ریچھ، شیر، چیتا، لومڑی، گیدڑ، لنگور وغیرہ وہ حرام ہے اسی طرح وہ پرندے جو پنجے سے شکار کرتے ہیں۔ جیسے باز، شاہین، شکرہ، چیل، کوا، گدھ وغیرہ یہ بھی حرام ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ (مسلم شریف) کہ نبی علیہ السلام نے ہر کچلی والے درندوں اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

اور جو جانور زمین کے اندر رہتے ہیں۔ جیسے چوہا، سانپ، بچھو، چھچھوندر، گوہ وغیرہ

سب حرام ہیں۔خرگوش حلال ہے اورٹڈی اور مچھلی بغیر ذبح کے حلال ہے اور وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون ہے۔گھاس وغیرہ کھاتے ہیں۔دانتوں سے زخم یا شکار نہیں کرتے وہ سب حلال ہیں۔جیسے گائے بھینس،بکری،ہرن،نیل گائے،بارہ سنگا،دنبہ،بھیڑ وغیرہ اسی طرح وہ پرندے جو پنجوں سے شکار نہیں کرتے جیسے کبوتر،مُرغی،بطخ،چڑیا،بٹیر،تیتر،مُرغابی،بلبل،مور،طوطا،فاختہ،چکور وغیرہ حلال ہیں۔

نماز کی اہمیت

نماز عبادت کا گوہر شاداب ہے۔ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر دن میں پانچ وقت کی پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی اس کا ترک کرنا سخت وشدید گناہ ہے۔انسان کی پیدائش کا مقصد بھی عبادت ہے۔قرآنِ مجید میں فرمایا:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن،

ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

نیز نماز وقت کے ساتھ فرض ہے۔قرآنِ مجید میں فرمایا:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے،وقت کے ساتھ لہٰذا وقت سے پہلے نماز پڑھی صحیح نہ ہوگی۔اسی طرح جب نماز کا وقت ہو جائے تو تاخیر بھی جائز نہیں۔وقت گذر گیا تو پھر قضا لازم وواجب ہے۔ایسی ملازمت،کاروبار اور پڑھائی جو نماز کو وقت میں ادائیگی سے روکے ناجائز وممنوع اور گناہ ہے۔

وسوسے منافی ایمان نہیں

انسان کے دل میں اچھے اور برے خیالات آیا کرتے ہیں۔کبھی منکرانہ اور

ملحدانہ سوالات واعتراضات بھی پیدا ہوتے تو یہ بُرے خیالات اور وساوس جب تک صرف خیالات رہیں اللہ تعالےٰ ان پر مواخذہ نہیں فرماتا اور جب یہ بُرے خیالات قول وعمل بن جائیں تو پھر ان پر مواخذہ اور محاسبہ ہوگا۔بخاری شریف کی حدیث میں حضور سرورِ عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِي مَاوَسْوَسَتْ بِهٖ صَدْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْتَتَكَلَّمْ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالےٰ نے میری اُمت سے دل کے بُرے خیالات واحساسات کو معاف فرمادیا ہے (یعنی ان پر مواخذہ نہ ہوگا)۔جب تک ان پر عمل نہ ہو یا زبان سے نہ کہا جائے۔مثلاً ایک شخص کے دل میں خیال پیدا ہو کہ چوری کرے یا کوئی بُرا کام کرے مگر یہ خیال محض خیال ہی رہا تو اس پر اللہ تعالےٰ مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ہاں اگر اس خیال کو عملی جامہ پہنا دیا اور چوری کرلی تو اب مواخذہ ومحاسبہ ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بُرے خیالات سے دل کو پاک وصاف رکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور مواخذہ ومحاسبہ انہیں کاموں پر ہوتا ہے۔جو انسان کے اختیار میں ہوں اور جن میں انسان کے قصد وارادہ کو دخل ہو اور بحالتِ نماز بُرے خیالات کے آنے سے نماز میں فساد پیدا نہیں ہوتا۔نماز صحیح ودرست قرار پائے گی۔البتہ کوشش کرنی چاہیئے کہ نماز میں بُرے خیالات نہ آئیں اور توجہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ اقدس کی طرف رہے۔حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (مسلم)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کی عبادت تم اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تمہیں یہ مقام حاصل نہ ہو تو اس تصور سے عبادت کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے

والد پر اولاد کا حقوق

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اولاد کا والد پر حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے (بیہقی) قیامت کے دن تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا۔ لہذا اچھے نام رکھا کرو (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے (مسلم) اچھے نام کا مطلب یہ ہے کہ از روئے لغت اس کے معنی اچھے ہوں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم برے نام تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔ ایک عورت کا نام عاصیہ تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ اسی طرح ایک شخص کا نام حزن تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام سہل رکھ دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

قرآن کے معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر تلاوت بھی باعث اجر و ثواب ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ بڑھ جاتا ہے۔ جیسے پانی لگ جانے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے اس زنگ دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے:۔

قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ (بهيقی)

ترجمہ: فرمایا موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا۔ اس نے ایک نیکی کمائی اور یہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے

لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ (ترمذی)

ترجمہ: الم ایک حرف ہے الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف اس حدیث سے واضح ہوا کہ بندہ اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو حروف تہجی کے حرف کی تلاوت ایک نیکی شمار ہوگی اور یہ ایک نیکی اجر و ثواب کے لحاظ سے دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ حدیث میں فرمایا۔ میں نہیں کہتا کہ بسم اللہ ایک حروف ہے بلکہ ب ایک حرف ہے۔ س ایک حرف ہے م ایک حرف ہے اور میں نہیں کہتا کہ الٓم ایک حرف ہے بلکہ ا۔ ل۔ م الگ الگ حرف ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ کا یہ ارشاد کہ الٓم کی تلاوت کرنے والے کو تیس نیکیوں کے برابر ثواب عطا ہوگا یعنی ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر۔ اس امر کو قرآن مجید نے بھی صریح طور پر بیان کیا ہے۔ سورہ انعام میں ارشاد خداوندی ہے:۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام : ۲۰)

ترجمہ: جو بندہ ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب دیا جائیگا۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر تلاوت کرتا ہے تو صرف تلاوت بھی باعث اجر و ثواب ہے یعنی قرآن مجید کی تلاوت پر ثواب کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ تلاوت معنی و مفہوم کو سمجھ کر ہی ہو کیونکہ الٓم اور سارے حروف مقطعات، (کھیعص، الٓم، حٰم، یٰس، حٰمعسق) کی تلاوت معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر ہی کی جاتی ہے اور حدیث مذکورہ سے صراحۃً اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ ان حروف کی صرف تلاوت کرنے والوں کو بھی ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ اگر چہ یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی تعلیم حاصل کر لینی چاہیئے۔ یہ بھی درست ہے کہ قرآن مجید کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر اس کی تلاوت کرنا نور علیٰ نور ہے اور بیشمار دینی

دو دنیوی حسنات و برکات کا موجب ہے۔ جب تک آیات قرآنیہ کے مطلب و معنی کو نہ جانا جائے یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کیا ہیں؟ اور قرآن مجید ہم سے کیا چاہتا ہے؟ مگر اس کے باوجود محض اس وجہ سے کہ ترجمہ نہیں جانتا تلاوت قرآن کو ترک کر دینا شرعاً غلط ہے اور اسی طرح یہ خیال بھی غلط ہے کہ معنی سمجھے بغیر تلاوت بیکار ہے۔

کرامت

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے فاضل علوم اسلامیہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ منطقی فلسفی بھی تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایک سو ایک عقلی دلائل ان کو یاد تھے۔ امام رازی حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ جو اپنے وقت کے ولی کامل تھے کے مرید بھی تھے۔ جب فخر الدین رازی کا نزع کا وقت آیا تو شیطان نے آپ سے مناظرہ شروع کر دیا۔ ان کی تمام عقلی دلیلیں توڑ دیں۔ حتیٰ ایک دلیل باقی رہ گئی۔ امام فخر الدین رازی کا حال ان کے شیخ حضرت نجم الدین کبریٰ پر منکشف ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنے وضو کا پانی سے بھرا ہوا چلّو پھینکا اور فرمایا۔ فخر الدین رازی یہ جواب کیوں نہیں دیتے کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ہی مانتا ہوں یہ واقعہ اولیاء اللہ کی کرامت پر مبنی ہے۔ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندوں سے بعض اوقات اس نوع کی کرامت کا ظہور ممکن ہے۔

طلاق معلق کا حکم

اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دیا جائے تو جب بھی وہ شرط پائی جائے گی

طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً یہ کہا کہ اگر میں فلاں آدمی کے گھر جاؤں تو میری بیوی پر طلاق۔ تو جب اس آدمی کے گھر چلا جائے گا طلاق واقع ہو جائے گی۔ پھر ایک یا دو طلاق کو معلق کیا ہے تو یہ طلاق رجعی ہوگی۔ اس صورت میں مدت کے اندر خاوند رجوع کر سکتا ہے اور اگر تین طلاق کو معلق کیا اور شرط پائی گئی تو اس صورت میں نہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور نہ رجوع۔ تین طلاق کے واقع ہو جانے پر عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری)

تعزیت

تعزیت سنت ہے۔ اگر میت کے عزیز واقربا جزع وفزع نہ کرتے ہوں تو افضل یہ ہے کہ تعزیت دفن کے بعد کی جائے۔ ورنہ ان کی تسلی وتشفی کے لیے دفن سے پہلے بھی تعزیت کر سکتے ہیں۔ تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ میت کی مغفرت کی دُعا کی جائے اور میت کے عزیز واقارب کو صبر وشکر کی تلقین کی جائے۔ بہر حال دفن سے قبل بھی میت کے لیے مغفرت کی دُعا کر سکتے ہیں۔ (جوہرہ۔ ردالمختار۔ عالمگیری)

جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جوتا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ۔ اول یہ کہ جوتا پاک وصاف۔ دوم یہ کہ اس کا تلہ نرم ہو کہ جب سجدہ کریں تو پاؤں کی اُنگلیاں مڑتیں۔ متعدد صحیح احادیث میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتا پہنے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔ صلوفی نعالکم۔ اور اگر جوتا ناپاک ہو یا اس کا تلہ ایسا سخت ہو کہ سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں نہ مڑیں تو نماز نہ ہوگی۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے بنے ہوئے جوتے عموماً ایسے ہیں کہ ان کو پہن کر سجدہ کیا جائے تو پاؤں کی انگلیاں نہیں مڑتیں۔ بنابریں ایسا جوتا پہن کر نماز پڑھی۔ اگر وہ جوتا پاک ہو نماز نہ ہوگی۔ نیز پاکستان میں جوتا پہن کر مسجد میں آنے کا رواج نہیں ہے۔ اس لیے جوتا پہن کر مسجد آنا یا نماز پڑھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔

حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے

اونچے اڑنے والے حلال پرندوں جیسے کبوتر مرغابی، قاز، چڑیا کی بیٹ پاک ہے۔ لہٰذا ایسی صف جس پر چڑیا نے بیٹ کر دی ہو۔ نماز پڑھنا جائز ودرست

ہے (بہار شریعت حصہ دوم۔ ۹۹)

مرتکب کبیرہ کافر نہیں

قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں بشرطیکہ وہ گناہ کو گناہ اور شریعتِ اسلامیہ کے حرام کیے ہوئے کو عقیدۂ حرام جانے اور مانے مثلاً اگر ایک مسلمان شراب پیتا ہے مگر اسے عقیدۂ حرام سمجھتا ہے اور شراب پینے کو گناہ مانتا ہے تو ایسا شخص سخت گنہگار تو ہے مگر کافر نہیں۔ ابوداؤد کی حدیث میں نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ لَا تُكَفِّرُهُ بِذَنْبٍ وَّلَا تُخْرِجُهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ کہ کسی مسلمان کی کسی گناہ کہ وجہ سے تکفیر نہ کی جائے اور کسی بدعملی کی وجہ سے خارج از اسلام نہ قرار دیا جائے۔

موت کی تمنا اور دُعا کرنے کی ممانعت

کچھ لوگ دنیا کی تنگیوں اور پریشانیوں یا کسی لمبے یا لاعلاج مرض میں مبتلا ہو کر گھبراتے ہیں تو موت کی تمنا اور دعا کرتے ہیں اور بعض اس لیے بھی موت کی دعا کرتے ہیں کہ زندگی جس قدر طویل ہوگی۔ گناہوں میں اضافہ ہی ہوگا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے بھی موت کی تمنا اور دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ بات بڑی بے دانشی، کم ہمتی، بے صبری بلکہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا۔

تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیکوکار ہے تو اُمید ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے گا۔ اس کے ذخیرہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے گا اور اگر اس

کے اعمال خراب ہیں تو ہوسکتا

وَاَمَّا مُسِیئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَسْتَعْتِبَ (بخاری)

ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ توبہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ

تم میں سے کوئی کسی دکھ اور تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اور اگر دعا کرنا ہی چاہتا ہے تو یہ عرض کرے کہ الٰہی جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو زندہ رکھ اور جب تک میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اُٹھا لے۔

(بخاری و مسلم) ______ دکھ اور تکلیف سے گھبرا کر آدمی موت کی تمنا اور دُعا اسی لیے کرتا ہے۔ تا کہ اس دُکھ سے نجات مل جائے۔ لیکن یہ ذہن بہت ہی غیر دانشمندانہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ موت دینے پر قادر ہے۔ ایسے ہی صحت دینے اور دکھ تکلیف کو دُور کر دینے پر بھی قادر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ خیر ہی طلب کرنی چاہیئے۔

مستورات

مستورات کے لیے بحالتِ نماز سارا بدن چھپانا فرض ہے۔ سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے۔ مستورات کو نماز میں سر کے لٹکتے ہوئے بال گردن اور کلائیاں بھی چھپانا فرض ہے۔ حتیٰ اگر اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی جس سے بال کی سیاہی چمکے (ظاہر ہو) نماز نہ ہوگی۔ مستورات کو بحالتِ نماز ایسا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ جس سے بال یا جسم کا رنگ چھپ جائے۔ (عالمگیری)

نمازِ تہجد کا ترک

تہجد کی نماز نفل ہے۔ جس کی ادائیگی فرض و واجب نہیں ہے لیکن جس مسلمان کو تہجد پڑھنے کی سعادت حاصل ہے یہ کیسے کہا جائے کہ وہ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہو جائے۔ تہجد کی نماز پڑھنا بے حد وحساب رحمت وبرکت ومغفرت کا باعث ہے۔ نمازِ تہجد کو پابندی سے ادا کرنے کی سعادت انہیں مسلمانوں کے حصہ میں آتی ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے۔ تمام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نمازِ حضرت داؤد علیہ السلام ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے، پھر چھٹے حصے میں سوتے تھے (بخاری و مسلم) فقہا احناف نے فرمایا ہے جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اسے تہجد مکروہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں (عبادت) کے لیے اٹھا کرتا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اس لیے ترکِ تہجد کے خیال کو دل میں جگہ دینا مناسب نہیں ہے۔

رمضان کے روزے نہیں رکھے

آپ نے یورپ میں رہ کر محض اس شبہ کی بن پر کہ یہاں کا کھانا مشتبہ ہے رمضان کے روزے نہیں رکھے اچھا نہیں کیا۔ اب آپ خود بھی اس کو محسوس کر رہے ہیں تو یہ ایمان کی نشانی ہے آدمی سے اللہ کے عائد کردہ فرائض میں کوتاہی ہو جائے اور وہ نادم ہو تو یہ ہی اس کی توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ روزہ رکھ کر اگر قصداً عمداً توڑ دیا جائے تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ ایک روزہ کا کفارہ مسلسل ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا ہے۔ لیکن آپ نے چونکہ سرے سے

پورے ماہِ رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ اس لیے کفارہ نہیں قضا واجب ہے۔ آپ پورے ایک ماہ کے روزوں کی قضا کریں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمانے والا اور بہت ہی رحیم وکریم ہے۔

عیدالاضحیٰ کی قربانی

عیدالضحیٰ کی قربانی کا وقت دس ذوالحجہ طلوعِ صبحِ صادق سے بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن دو راتیں ہیں۔ پہلا دن یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ میں قربانی کرنا سب سے افضل ہے اور ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کو بھی قربانی کر سکتے ہیں اور تیرھویں ذوالحجہ صرف یوم التشریق ہے۔ اس میں قربانی جائز و درست نہیں ہے۔ (عالمگیری)

وتر اور نمازِ فجر

۱۔ حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو وتر آخر شب میں پڑھنا بہتر ہے کیونکہ آخرِ شب میں ادا کی جانے والی نماز مشہور ہے یعنی اس میں رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ آخرِ شب میں وتر کی نماز واجب ہے۔ اس لیے واجب کی نیت کرے اور عشاء و وتر کا وقت ایک ہی ہے مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے۔ اس لیے اگر عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے وتر کی نماز پڑھی تو ہوگی ہی نہیں۔

۲۔ نمازِ فجر کی اذان اگر صحیح وقت پر دی گئی ہے تو اذان کے فوراً بعد جب کہ ابھی اندھیرا ہوتا ہے۔ نمازِ فجر پڑھ لی تو ہوگئی البتہ احناف کے ہاں فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اذانِ فجر کے بعد اتنی دیر ٹھہرا جائے کہ زمین روشن ہو جائے، ایسے وقت میں فجر پڑھنا بہتر و افضل ہے۔

سجدہ تلاوت

قرآن مجید میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔ جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ واضح رہے کہ پہلے اور پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑے ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔ تو اگر بیٹھ کر ہی اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کر لیا تو بھی درست ہے۔ اور اگر رکوع یا سجود میں آیت سجدہ واجب ہو گیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہو گیا۔ اور اگر تشہد میں آیت تلاوت پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا۔ لہٰذا سجدہ کرے۔ (ردالمحتار)

غیبت

غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی مسلمان کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر جس کی برائی کر رہا ہو وہ اس میں موجود ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں ہے بلکہ بہتان ہے۔ بہر حال غیبت کرنا اور کسی مسلمان پر بہتان لگانا حرام و ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے اور غیبت تو ایسا سنگین گناہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے اور احادیث میں اس فعل پر سخت وشدید وعیدیں آئی ہیں۔ بیہقی کی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے فرمایا۔ زنا کے بعد آدمی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ مگر

غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی۔ جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ ہمارے معاشرے میں وبا عام ہے۔ اِلاَّمَاشَاءَاللّٰہ ۔ اللہ تعالیٰ اس گناہِ عظیم سے بچنے کی ہم سب کو توفیق دے۔ اسلام پردہ پوشی کی تعلیم دیتا ہے۔ کسی مسلمان کے پوشیدہ عیب کو محض اس نیت وارادہ سے ظاہر کرنا کہ وہ ذلیل ورسوا ہو اور اپنی برتری وتفوق چاہنا یہ غیبت ہے اور گناہِ کبیرہ ہے لیکن اگر کسی میں عیب تو ہے مگر اس نوعیت وکیفیت کا ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو، ملک وقوم کو اور معاشرہ کو نقصان پہنچتا ہے خواہ وہ شخص نمازی اور حاجی ہی ہو ایسے شخص کی ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے اس نیت اور مقصد سے بیان کر دینا کہ اسکی مذموم اور ضرور رساں حرکتوں سے لوگ واقف ہو کر اس سے بچیں اور اس کے نماز اور روزہ سے دھوکہ نہ کھائیں یہ غیبت نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فاجر کے ذکر سے ڈرنا ٹھیک نہیں جو خرابی کی بات اس میں ہے اسے بیان کردو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔ (ردالمختار)

تیمّم

پانی سے وضو کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے جیسے آج کل سردی میں وضو کرنے سے بہر حال کچھ نہ کچھ تکلیف تو ہوتی ہے اس بناء پر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی صورت میں جو نمازیں تیمّم کرکے پڑھی ہیں۔ انکو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر پانی سے وضو کرنے میں صحیح گمان ہو (محض وہم یا خیال نہیں) کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر سے اچھا ہوگا تو اس صورت میں گرم وسرد دونوں قسم کے پانی نقصان دہ ہوں تو پاک مٹی سے تیمّم کرکے نماز پڑھنا جائز ہے اور کپڑے وغیرہ

سے تیمّم اس وقت جائز ہے جب کہ اس پر اتنا پاک گرد وغبار یا خاک ہو کہ اس کپڑے، دری گدے، تکیہ پر ہاتھ مارنے غبار کا اثر ہاتھ میں لگے تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم ۔ ٦٩)

نماز جنازہ کے بعد دعا

یہ بات تو غلط ہے کہ پنجوں کے بل بیٹھ کر جو دعا مانگی جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح میت کی مغفرت کے لیے دعا مانگنا جائز ہے۔ کیونکہ حدیث میں مطلقاً دعائے مغفرت کی تلقین کی گئی ہے ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِذَاصَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوالَہُ الدُّعَاءَ (ابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ: جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لیے خلوص سے دُعا کرو۔

اور ترمذی، ابوداؤد، نسائی کی احادیث میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے جو آداب تعلیم فرمائے وہ یہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور آخر میں اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ پھر نبی علیہ السلام پر درود پڑھے۔ اس کے بعد جو چاہے مانگے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے بعد آمین کہنے کی بھی ہدایت فرمائی ہے۔

رشوت

کسی کا حق مارنے کے لیے رشوت دینا اور لینا حرام وناجائز ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں

جہنمی ہیں۔ رشوت ایسا سخت وشدید گناہ ہے کہ کفارہ سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی صدق دل سے توبہ کرنی چاہیے اور بذریعہ رشوت جس کا حق مارا ہے اس کا حق ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

بحالتِ نماز

اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہے۔ تو اسے مندرجہ ذیل صورتوں میں نماز کو توڑ دینا جائز ہے:۔

ا۔ سانپ یا کسی موذی جانور کے مارنے کیلیے جب کہ یہ اندیشہ صحیح ہو کہ نہ مارے گا تو یہ جانور نقصان پہنچائے گا۔ ۲۔ جانور بھاگ گیا اسے پکڑنے کیلیے۔ ۳۔ اسی طرح اپنے یا پرائے کے ایک درہم قیمت کی کسی چیز کے تلف ہو جانے کا خوف ہو۔ مثلاً دودھ ابل جائے۔ یا گوشت ترکاری روٹی جو چولہے پر پک رہی ہے جل جائے گی یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اچکا لے بھاگا تو ان تمام صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل ہو یا سنت ہو موکدہ (عالمگیری۔ رادالمختار، درمختار) ۴۔ کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہے تو ان سب صورتوں میں نماز کو توڑ دینا واجب ہے جب کہ نمازی اس کے بچانے پر قادر ہو (رادالمختار، درمختار) ۵۔ ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز توڑ دینا جائز نہیں ہے۔ یہ حکم فرض نماز کا ہے اور اگر نفل نماز پڑھ رہا ہے اور انہیں معلوم بھی ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اگر ان کا نماز پڑھنا انہیں معلوم نہ ہو اور وہ بلائیں اگرچہ معمولی طور سے بلائیں توڑ دینا جائز ہے (درمختار، ردالمختار) اور یہ خصوصیت صرف اور صرف

حضور سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اگر نمازی نماز میں مصروف [illegible] حضور اسے بلائیں تو حضور ﷺ کی آواز پر لبیک کہنا فرض ہے۔ خواہ نماز فرض [illegible] واجب سنت ہو یا سنت موکدہ ہو حال میں حضور علیہ السلام کی آواز پر بحکم قرآن حدیث لبیک کہنا لازم وواجب ہے۔

نماز ظہر کے فرض اور سنت

نماز ظہر کے چار رکعت فرض ہیں۔ جن کا پڑھنا فرض ہے۔ ظہر سے قبل چار رکعت اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ اس حساب سے فرض سمیت ظہر کی کل دس رکعتیں ہیں۔ البتہ نفل جتنے چاہے پڑھ سکتا ہے۔

قضا نماز کی نیت

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ جب کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے اور ادا کرنا چاہے تو جس وقت کی نماز رہ گئی ہے مثلاً فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا، اسی نماز کی نیت کر کے ادا کرے۔

پیر کے شرائط واوصاف

ارباب تصوف فرماتے ہیں کہ جس سے بیعت کی جائے۔ اس میں چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے اوّل یہ کہ اس کا سلسلہ صحیح طور پر حضور سرور عالم ﷺ تک پہنچا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ بد مذہب اور گمراہ کو پیر بنانا درست نہیں ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ پیر ضرورت کے لائق مسائل شرع جانتا ہو۔ جو خود احکام شرع سے ناواقف ہوگا۔ دوسرے کی رہنمائی کیسے کرسکتا ہے۔ چوتھی شرط یہ

ہے کہ اس کا ظاہر شریعت کے مطابق ہو یعنی فاسق مطلق نہ ہو۔ ایسے افراد جو نماز روزے کے پابند نہ ہوں اور خلاف شرع کام کریں وہ پیر بنانے کے لائق نہیں۔ پیرومرشد، بزرگ اور ولی کی تعریف قرآن مجید نے ان الفاظ سے فرمائی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ

وہ ایمان اور تقوے والے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

فضائل مدینہ

حضور علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ اَوْ اَشَدَّہٗ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: الٰہی ہمیں مدینہ ایسا پیارا کردے جیسا کہ مکہ پیارا تھا بلکہ مکہ سے زیادہ مدینہ کو پیارا و محبوب بنادے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ

ترجمہ: الٰہی جو برکتیں تو نے مکہ معظمہ کو دی ہیں اس سے دُگنی برکتیں مدینہ منورہ کو عطا فرما۔ (بخاری شریف)

مدینہ میں بخار کا مرض عام تھا۔ حضور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ الٰہی یہاں کے بخار کو جحفہ منتقل فرمادے (بخاری ومسلم) یہ حضور ﷺ کی دعا کا اثر ہے کہ مدینہ کی آب و ہوا بہت صحت مند ہے۔ موسم معتدل ہے۔ وہاں کی خاک خاکشفا ہے۔ وہاں روزی میں برکت ہے اور جحفہ جو حرمین طیبین کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں اس زمانہ میں یہود رہتے تھے۔ آج بھی وہاں کی آب و ہوا میں بخار کے جراثیم ہیں۔ وہاں رہنے والے عموماً بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

مدینہ شریف کے سو سے زیادہ نام ہیں۔ طیبہ، بطحا، مدینہ، ابلج وغیرہ ہجرت سے پہلے اس کا نام یثرب تھا۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں قوم عمالقہ کا جو پہلا شخص آیا اس کا نام یثرب تھا۔ یثرب، ثرب سے مشتق ہے جس کے معنی سزا، سرزنش، مصیبت و بلا کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ لیکن اب مدینہ کو یثرب کہنا ممنوع ہے۔ شاعر اشعار میں یثرب کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ اس

کو بدل دیں۔ یثرب کی جگہ طیبہ کا لفظ لانے میں وزنِ شعری میں کوئی سقم بھی پیدا نہیں ہوتا۔ سیدنا احمد فرماتے ہیں۔ جو مدینہ منورہ کو ایک بار یثرب کہے۔ وہ بطور کفارہ دس بار اس ارض مقدس کو مدینہ کہے۔

معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں
مدنے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں،

طابہ کا ترجمہ بعض شارحین نے کیا ہے کہ لوح محفوظ میں مدینہ کا نام طابہ یا طیبہ ہے۔

يَقُوْ لُوْنَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے۔

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے ایسی محبت تھی کہ جب سفر سے واپسی پر مدینہ کے در و دیوار نظر آتے تو اپنی سواری کو تیز فرما دیتے (بخاری)

مدینہ کے شرقی جانب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اُحد پہاڑ ہے۔ مدینہ شہر خصوصاً جنت البقیع سے یہ مقدس پہاڑ صاف نظر آتا ہے۔ جب پہاڑ حضور ﷺ کو نظر آیا تو فرمایا:۔

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ

یہ پہاڑ ہے ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں مکہ معظمہ میں قیام پر اتنا زور نہیں دیا۔ جتنا مدینہ منورہ میں قیام پر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو مدینہ میں مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا (احمد، ترمذی)

سیدنا امام فاروقِ اعظم خلیفہ رسول ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ الٰہی مجھے اپنے محبوب کے

شہر مدینہ میں شہادت کی موت دے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ نمازِ فجر کے وقت مسجد نبوی، مصلی نبوی محراب نبوی میں شہادت پائی۔

سیدنا امام مالک علیہ الرحمہ اس خوف سے کہیں مدینہ منورہ سے باہر موت واقع نہ ہو جائے پوری زندگی کبھی مدینہ سے باہر نہیں گئے۔ صرف حج فرض کی ادائیگی کے لیے ایک بار مکہ معظمہ حاضری دی۔

مصافحہ ومُعانقہ

مصافحہ سنت قدیمہ ہے بلا خلاف سب کے نزدیک جائز و مباح ہے بلکہ کار ثواب ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ ابن یمان سے روایت کی کہ حضور سید نا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن مومن سے ملتا ہے اور سلام کرتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو وَاَخَذَ بِيَدِهٖ مُصَافَحَةً تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا تَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرَةِ (عینی ج۔ ۲۴۱)

تو دونوں کی خطائیں اس طرح جھڑ جاتی ہیں۔ جیسے درخت کے پتے

ہر کام میں رضا الٰہی کا جذبہ ہونا ضروری ہے:۔

جو بھی نیک کام کیا جائے اللہ کی رضا کے لیے کیا جانا چاہیے۔ ورنہ ثواب نہیں ملے گا۔ جو شخص رضائے الٰہی کے لیے صدقہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے مال یا اس کے ثمرات وفوائد بڑھا دیتا ہے، دنیا و آخرت میں اس کا اجر عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو ایک کھجور راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہے۔ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى مَثْلَ الْجَبَلِ (عینی ج ۱۱ ۴۰۶)

تو اللہ تعالےٰ صدقہ کے لیے اس کو بڑھاتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے پھر

صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ یہ مثال سمجھانے کے لیے ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ اگر ایک کھجور بھی خلوص قلب اور محض رضا کے لیے راہ خدا میں دے دی جائے تو رب تعالیٰ اس کو بھی قبول فرماتا ہے اور اس میں برکت عطا فرماتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اس کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

قرض کی تعریف

جو چیز قرض لی گئی یا دی گئی ہے۔ اس کا مثلی ہونا ضروری ہے۔ خواہ ماپ کی چیز ہو یا وزن کی یا گنتی کی اور قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز قرض لی گئی ہے۔ اس کا مثل ادا کرنا لازم ہے تو جو چیز مثلی نہ ہو اسے قرض دینا درست نہیں ہے۔ مثلاً ایک تولہ سونا، ایک صاع کھجور، ایک صاع گیہوں جو قرض لیے تھے ادا کر دیئے جائز ہے۔ کیونکہ یہ بیع نہیں قرض کی صورت ہے مگر اس صورت میں بھی کمی بیشی حرام اور سود ہے۔ مثلاً ایک تولہ سونا قرض لیے اور دو صاع گیہوں ادائیگی ٹھری تو بھی سود ہے۔ کیونکہ قرض پر نفع لینا خالص سود ہے۔

تنگدست سے نرمی کرنا کار ثواب

عبیداللہ ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰه اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ رَاٰی مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهٖ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک تاجر (امم سابقہ میں) لوگوں کو کچھ

قرض دیا کرتا تھا۔ پھر جب کسی تنگدست کو دیکھتا تو اپنے ملازموں سے کہہ دیتا کہ ان سے درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی (اسی طرح) درگزر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے درگزر فرمایا (بخاری)

ان احادیث میں بیع و شراء لین کے معاملہ میں دیانت، امانت، نرمی اور درگزر کی ہدایت دی گئی ہے اور تنگدست کو مہلت دینے کی ترغیب اور یہ بھی کہ دنیا میں نرمی و درگزر کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی آخرت میں نرمی و درگزر فرمائے گا۔

رزق کی تنگی و کشادگی

اللہ تعالیٰ کا ہر فعل حکمت سے لبریز ہے۔ اس کے کسی بھی فعل پر اعتراض و تنقید جائز نہیں ہے اگر معاذ اللہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر تنقید کرے بھی تو دین و دنیا میں سوائے حسرت و خسران اسے کیا ہاتھ آئے گا۔ تنقید سے قضاء مبرم تو تبدیل نہ ہوگی۔ اس لیے بندہ کی عبدیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے رب سے فضل و کرم مانگے اور صبر و شکر کا دامن نہ چھوڑے۔ سورۂ شوریٰ میں اللہ عزوجل نے رزق کی تنگی و کشادگی کی حکمت یوں بیان فرمائی ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازے سے اُتارتا ہے جتنا چاہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار انہیں دیکھتا ہے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ فقر سے اتنی بے راہ روی نہیں پھیلتی

جس قدر وسعت رزق سے پھیلتی ہے۔ اگرچہ فقر و فاقہ بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے لیکن فقر و تنگدستی میں اتنا امکان نہیں ہے۔ جتنا رزق کی وسعت میں ہے

☆☆☆☆☆☆☆

اس کتاب میں حج و زیارات، اسوۂ ابراہیمی عید الاضحیٰ
اور اس کے مسائل و احکام، ماہِ محرم کے مسائل و احکام، واقعہ کربلا، عید میلاد النبی ﷺ
ماہِ رجب کے برکات، شب برات، ماہِ شعبان کے فضائل، ماہِ رمضان کے مسائل، روزہ، تراویح
عید الفطر، ایسی اسلامی تقریبات پر کتاب و سنت کی روشنی میں مفصل و مکمل بحث کی گئی ہے۔ اور اس سلسلے میں خلفائے
اربعہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما،
ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ، حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایسے مشاہیر اسلام
بزرگانِ دین کی تاریخ وفات، سیرت و صورت، سوانح حیات اور ان کی قومی ملی کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔

تصنیف لطیف

امیر اہلِ سنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے
امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
042-37114729

اس کتاب میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ
کے فضائل و مناقب اور مرتبہ و مقام کی عظمت کو کتاب و سنت کی
روشنی میں بیان کیا گیا ہے

روحِ ایمان

تصنیف لطیف

امیر اہلِ سنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے فاضل علوم اسلامیہ
امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

Cell 0300-8038838, 042-37114729
www.hizbulahnaf.com

عقائد، عبادات، معاملات

اخلاق، معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث

اور فقہ حنفی کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا قابل مطالعہ مجموعہ

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شارح بخاری

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے

امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ۔ لاہور

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

042-37114729

امیر اہلسنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان، امیر و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور)

کی یادگار تصانیف

مسائل نماز

خصائص مصطفیٰ ﷺ

معراج النبی ﷺ

شان مصطفیٰ ﷺ

فیوض الباری
شرح صحیح بخاری

مقام مصطفیٰ ﷺ

شان صحابہ رضی اللہ عنہم

روشنی

سیدی ابو البرکات

دین مصطفیٰ ﷺ

اسلامی تقریبات

فضائل شعبان و رمضان

بصیرت

روح ایمان

لمحات فکر

رضوان کتب خانہ